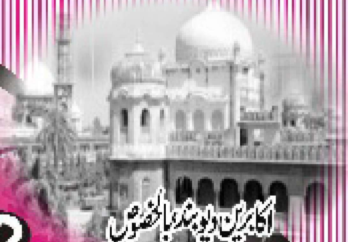
یا اللہ مدد — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ — حق چار یار





مجلّہ صفدر

اکابرین دیوبند بالخصوص
شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی
کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

80 اکتوبر 2017_ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ

محمد سرفراز خان صفدر

قاضی مظہر حسین

خود کو بے بس قرار دے کر دستِ قاتل کے سپرد کر دینا ہمیشہ المیوں کو جنم دیتا ہے۔ ہر قتل عام اسی رویے سے جنم لیتا ہے۔ سقوط بغداد سے لے کر برما تک ہر خطے کی تاریخ ایسے المیوں سے پُر ہے۔ کافر اور خاص طور پر مشرک کی فطرت ہے کہ وہ مظلوم اور لاچار پر ظلم کرتا ہے اور حد سے زیادہ کرتا ہے، کیونکہ مشرک انسانیت سے محروم ہوتا ہے، جبکہ وہ طاقت کے سامنے جھکتا ہے اور مزاحمت سے دبتا ہے۔ زمانہ قریب میں دنیا میں جہاں جہاں بھی مسلمانوں کا بدترین قتل عام ہوا اسی رویے کے پیش نظر ہوا۔ مزاحمت خواہ کسی درجے کی بھی ہو ایسے المیوں سے بچاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی صرف اتنی مزاحمت کی استطاعت رکھتا ہو کہ زور سے چلا سکے تو کر گذرے اس سے اعراض و اغماض نہ کرے۔ خدا کی قسم! اتنا کر لینا بھی دستِ قاتل پر لرزہ ضرور طاری کر دے گا۔ مسلمان جب بھی اس اصول فطرت کو بھولتا ہے تاریخ کے سینے پر ایک اور زخم لگ جاتا ہے جبکہ مزاحمت کرنے والی اقوام نہ صرف یہ کہ ایسے حالات سے محفوظ رہتی ہیں بلکہ وہ دوسروں کے لیے بھی ایمان و عزیمت کا سبق بن جاتے ہیں، سر بلند جیتے ہیں، سر بلند مرتے ہیں اور ان کا دشمن اسی حسرت میں انگلیاں چباتا رہتا ہے کہ کاش وہ انہیں مسل سکتا، مار سکتا۔۔۔۔[زخم زخم برما:۱۳]

مظہریہ دار المطالعہ
0312 4612774 0334-4612774
khadim.khan4@yahoo.com

ترتیب

۱	مولانا راشدی کی تجدد پسندی.............(اداریہ)	...... مدیر کے قلم سے..............	3
۲	برما کی سرزمیں سے (نظم)...................	...... ہدہد....................	11
۳	زخم زخم برما..............................	...... مولانا طلحہ السیف............	12
۴	سیدنا ابراہیم کے پاس فرشتوں کی آمد........	...... مولانا مفتی رب نواز..........	19
۵	واجب ہو جاتا ہے..........................	...... مولانا جمیل الرحمٰن عباسی....	21
۶	عظیم تر ہے مقام اُن کا (نظم)...............	...... مولانا جمیل الرحمٰن عباسی....	23
۷	حضرت تھانوی کا حضرت مدنی سے تعلق..........	...... حضرت مفتی محمود الحسن........	24
۸	اکابر اہل سنت مولانا ہزاروی کی جارحیت کی زد میں	...... مولانا عبدالرحیم چاریاری...	26
۹	معتمد اور غیر معتمد تفاسیر کا جائزہ (۶).........	...... مولانا فضل محمد یوسف زئی...	31
۱۰	امکانِ کذب باری اور آل غیر مقلدیت (۴)......	...... مولانا مفتی رب نواز.........	36

(صفحہ نمبر 30 کا بقیہ......مولانا ہزاروی کی اکابر پر جارحیت)

اور امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ جماعتی شکل میں مسجد کے اندر بلند آواز سے ذکر کرنا اور درود شریف پڑھنا بقول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بدعت ہے۔ اور انہوں نے بدعتیوں کی اس جماعت کو مسجد سے نکال دیا تھا۔'' [حکم الذکر بالجہر :۱۴۲]

ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ، امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ مجالس ذکر میں مولانا ہزاروی کی اختیار کردہ صورت کو بدعت قرار دے رہے ہیں۔ اَب مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب فرمائیں کہ:

۱......کیا یہ حضرات ''ناخلف'' ہیں؟
۲......کیا اِن کا یہ عمل ''شیطانی اثر'' کا نتیجہ ہے؟
۳......کیا اِن کی یہ کاوش ''شر'' ہے؟
۴......کیا یہ ہدایت پر نہیں تھے؟
۵......کیا یہ ''ظالم'' ہیں؟
۶......کیا یہ ''ذکر اللہ کے ہی مخالف'' ہیں؟
۷......اپنے عمل سے توبہ کیے بغیر یہ حضرات دنیا سے چلے گئے، کیا اِن کی عاقبت برباد ہو چکی ہے؟
۸......کیا ذکر اللہ کی مخالفت کا وبال اِن پر پڑ رہا ہے۔!؟

سبھی مجھ سے یہ کہتے ہیں، نظر نیچی یہ رکھ اپنی
کوئی اُن سے نہیں کہتا، نہ نکلو! یوں عیاں ہو کر

پیامِ صفدر　　　　مدیر کے قلم سے

فتنوں کے بارے میں اکابر اہل سنت کا طرزِ عمل......اور

مولانا زاہد الراشدی کی تجدد پسندی

عم مکرم حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے، وہ مدرس بھی ہیں، محرر بھی اور مقرر بھی۔ عالم اسباب میں عم مکرم کی ذہانت وفطانت سمیت جملہ خصوصیات اور صلاحیتوں کا سبب اُن کے والد مکرم یعنی حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ ہیں، کہ ذہین باپ کا بیٹا عموماً ذہین ہی ہوتا ہے۔ نیز حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کی تربیت ونگرانی نے ہی اُن کی خداداد صلاحیتوں میں نکھار پیدا کیا۔ اِن صلاحیتوں کا حق اور شکر ادا کرنے کا طریقہ تو یہ تھا کہ عم مکرم اپنی جملہ صلاحیتوں اور کاوشوں کو حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ اور دیگر جمہور اکابر اہل حق کے افکارِ اور طرزِ عمل کے زیر سایہ استعمال کرتے اور اُن کے طریقہ کار و نظریات کی پوری پابندی فرماتے۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کی علالت کے بعد عم مکرم میں ''کچھ کچھ'' اور اُن کی وفات حسرتِ آیات کے بعد ''بہت کچھ'' تبدیلی ظاہر ہوئی ہے۔ عم مکرم کی قدیم وجدید تحریرات سے اندازہ ہوتا ہے کہ جمہور اکابر اہل سنت کے طریقہ کار کے وہ پورے پابند پہلے بھی نہیں تھے، لیکن کچھ وجوہات کی بناپر اپنے منفرد خیالات کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ آج کی اِس مجلس میں ہمیں فتنوں سے متعلق اُن کے طرز عمل کا جائزہ لینا ہے، جو اکابر اہل سنت کے طرز عمل کے نہ صرف بالکل برعکس اور متضاد ہے بلکہ دینی اور مسلکی لحاظ سے انتہائی مضر اور نقصان دہ بھی ہے۔ جسے عم مکرم کے بقول بھی نرم سے نرم الفاظ میں ''تجدد پسندی'' ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اپنے ایک کالم میں ''تجدد'' کی ''بڑی علامت'' ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تجدد کی بڑی علامت یہ ہے کہ اس میں ماضی کی مسلمہ علمی روایت اور فقہی اُصولوں کو نظر انداز کر کے نئے خودساختہ اُصولوں پر اس کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اور جس دور میں یہ کام کیا جارہا ہوتا ہے اس زمانے کے جمہور علماء کو اعتماد میں لیے بغیر ان کی نفی وتحقیر کے ماحول میں اس عمل کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔''

[روزنامہ اسلام، ۶/جون ۲۰۱۷ء، ادارتی صفحہ]

فتنوں اور فتنہ بازوں سے متعلق عم مکرم کا طرز عمل:

فتنوں اور فتنہ بازوں سے متعلق عم مکرم کے طرزِ عمل کا گہرا جائزہ لینے سے چند اُمور واضح ہوتے ہیں:

۱)......اکابر اہل سنت جب کسی فتنے کی ''اصلیت'' واضح کر کے عوام کو اُس سے بچنے اور دُور رہنے

کی تلقین کر رہے ہوتے ہیں تو عم مکرم اُس کی صحیح یا غلط تعریف کر کے عام لوگوں کے دلوں میں اُس کی اہمیت بڑھانے، عقیدت و احترام پیدا کرنے یا باقی رکھنے کی فکر میں سرگرداں ہوتے ہیں۔ جیسا کہ غامدی صاحب کے بارے میں عم مکرم کا رویہ ہے۔

۲)......اکابر علماء نے اگر کسی فتّان کی گمراہیوں سے پردہ اُٹھا کر اُس کی ضلالت کی نشاندہی کی ہے تو عم مکرم اُس فتّان کے جرم کو ہلکا کر کے پیش کرنے اور اُس کی ''اصل حقیقت'' پر پردہ ڈالنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ جیسا کہ مودودی نظریات سے متعلق عم مکرم کی تحریر سے واضح ہے۔

۳)...... ہر فتنے باز سے متعلق عم مکرم کی اولین کوشش یہ رہتی ہے کہ اُس کا شرعی حکم بیان نہ کیا جائے۔ بلکہ معاملہ ابہام میں رہے۔ چنانچہ جاوید احمد غامدی کو فتوی کفر سے (کفر سے نہیں، فتوی کفر سے) بچانے کے لیے ایک سے زائد زبانی و تحریری کوششیں کر چکے ہیں۔

اور جب علماء دین و مفتیان شرع متین کسی مبتدع، ضال یا خارج از اسلام گروہ یا شخص کا حکم بیان کرنے کی شرعی ذمہ داری پوری کرتے ہیں تو عم مکرم اُس گمراہ طبقے یا فرد کی گمراہی کا ذمہ دار فتوی لگانے والوں کو ٹھہراتے ہیں۔ اور اِس معاملے میں خوفِ خدا کو قریب تک نہیں آنے دیتے۔ چنانچہ معروف منکر حدیث غلام احمد پرویز اور فتنہ اعتزال کے بانی واصل بن عطا کے بارے میں عم مکرم کا یہی طرزِ عمل ہے۔

۴)......اپنے فرزند دلبند جناب عمار خان ناصر غامدی کے حوالے سے تو عم مکرم کا طریقہ واردات انتہائی انوکھا اور سراسر ناانصافی، جانبداری اور مغالطہ آمیزی پر مشتمل ہے۔ نہ صرف یہ کہ اُس کی کھلی گمراہی اور الحاد کے منکر ہیں بلکہ اُسے ''گمراہ'' اور ''اسلامی احکام میں رائے دینے کے اعتبار سے نااہل'' قرار دینے والے علماء امت پر گرجتے برستے بھی نظر آتے ہیں۔ اور اِس پر مستزاد یہ کہ عمار خان ناصر کی کتب اور الحاد و بے دینی کے ترجمان رسالے ماہنامہ الشریعہ کے چند نسخے اُن کے سفری بیگ میں موجود رہتے ہیں، جو وہ جا بجا تقسیم کرتے رہتے ہیں۔

اِس اجمال کی تفصیل اور ثبوت کے طور پر ہم غامدی و مودودی صاحبان اور مسٹر غلام احمد پرویز و بانی فرقہ اعتزال واصل بن عطا کے بارے میں اکابر اہل سنت اور عم مکرم کے طرزِ عمل کا موازنہ کرتے ہیں تا کہ قارئین پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ عم مکرم واقعۃً اِس حوالے سے ''تجدد پسندی'' کا شکار ہیں۔

جاوید احمد غامدی: اکابر کا طرزِ عمل اور مولانا راشدی کی اندھی عقیدت:

سب سے پہلے جاوید احمد غامدی کے بارے میں اکابر اہل سنت اور مولانا راشدی کے متضاد طرزِ عمل کو دیکھتے ہیں۔ غامدی صاحب کے بارے میں اکابر اہل سنت کی متفقہ رائے یہ ہے کہ وہ ضال اور مضل

ہیں۔اور مستند مفتیان کرام کے فتاویٰ موجود ہیں کہ عوام کو اُن کی تحریرات و بیانات سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ ذیل میں چند حوالے مختصراً پیش کیے جا رہے ہے۔اصل الفاظ کے لیے مجلّہ صفدر کا غامدی نمبر وغیرہ دیکھیں۔

جاوید احمد غامدی کی کتب سے ضلالت و گمراہی ٹپکتی ہے۔(مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ)

غامدی صاحب کے نظریات کو ترک کرنا ضروری ہے۔(مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ، ملتان)

غامدی کی تحریرات سے کفر تک میں مبتلا ہونے کا شدید اندیشہ ہے۔(مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہم)

اس کے زندیق ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔(مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی مدظلہم، بہاول پور)

دورِ حاضر میں باقی فتنوں کی طرح ایک جاوید غامدی کا فتنہ ہے۔(مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم)

عمار ناصر، جاوید غامدی پرویزی کی تقلید میں گمراہی کی دلدل میں پھنس چکے ہیں۔(مولانا نور محمد رحمہ اللہ)

فتنہ غامدیت کے لٹریچر سے احتراز لازم ہے۔(مولانا منیر احمد منور مدظلہم)

موصوف بہت سے باطل نظریات کے حامل ہیں۔(مولانا مفتی سید عبد القدوس ترمذی مدظلہم)

''غامدیت'' اِس وقت کے بڑے فتنوں میں سے ہے۔(مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم، چکوال)

بعض امور کفر کی سرحد کو چھو رہے ہیں۔(مولانا قاضی نثار احمد مدظلہم، گلگت)

یہ شخص زندیق ہے اور اس کی کتابوں کا مطالعہ کرنا ناجائز ہے۔(مولانا مفتی حمید اللہ جان رحمہ اللہ)

جاوید احمد غامدی کی کچھ باتیں تو کفر کے قریب تک پہنچ گئی ہیں۔(مولانا مفتی عبد الواحد مدظلہم)

دائرہ اسلام سے خارج ہے۔(جامعہ اشرفیہ لاہور کا فتویٰ)

دائرہ اسلام سے خارج، ضال اور مضل اور کفریہ عقائد کا مالک ہے۔(دار العلوم مدنیہ بہاول پور کا فتویٰ)

۱- مذکورہ نظریات کا حامل شخص بڑا گمراہ اور فاسق ہے۔

۲- ان لوگوں کو رشتہ دینے اور لینے سے حتی الامکان گریز کرنا چاہیے۔

۳- اپنے اختیار سے ایسے فاسد نظریات کے حامل شخص کو امام بنانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

۴- ایسے گمراہ کن لٹریچر کی اشاعت کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

۵- عوام کے لیے ایسے لوگوں کی تحریریں اور تقریریں پڑھنے اور سننے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

۶- علمائے کرام کو عام مسلمانوں کو اس فتنہ سے خبردار کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(دار العلوم کراچی کا فتویٰ)

۱- اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج، مبتدع اور ضال و مضل ہے۔

۲- حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات و نزول کا منکر کافر ہے۔

۳- ایسے شخص کو مذہبی پیشوا بنانا، اس سے شرعی احکام کے متعلق سوال کرنا، اس کے اور اس کے متبعین

کے بیانات سننا اوران کی تحریریں پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ اس لیے اس سے اجتناب لازم ہے۔

۴- ان کے ادارے میں رکنیت حاصل کرنا شرعاً جائز نہیں۔

ان نظریات کے حاملین کے لٹریچر کی ترویج یا نشرواشاعت کرنا بھی جائز نہیں۔ اسی طرح ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

۵- علمائے کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحریر وتقریر کے ذریعے اس فتنہ کی گمراہی کو واضح کریں، ناواقف لوگوں کو اس بے دینی کے سیلاب اور اس گمراہی کے جال سے بچائیں اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے ہرممکن کوشش کریں۔ (جامعۃ الرشید کراچی کا فتویٰ)

جبکہ مولانا زاہدالراشدی صاحب روزنامہ پاکستان کے کالم میں لکھتے ہیں:

''میرے لیے یہ خبر افسوس اور رنج کا باعث بنی ہے کہ محترم جاوید احمد غامدی نے اسلامی نظریاتی کونسل کی رکنیت سے احتجاجاً استعفادے دیا ہے۔ غامدی صاحب علوم عربیہ کے ممتاز ماہرین میں شمار ہوتے ہیں اور دینی لٹریچر پر بھی اُن کی گہری اور وسیع نظر ہے۔ اِسلامی نظریاتی کونسل میں ایسے فاضلین کی موجودگی بہت سے معاملات میں راہ نمائی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فقہی مجلس میں جہاں بحث ومباحثہ اور مشترکہ فکری کاوش کے ساتھ مسائل کا فقہی حل تلاش کیا جاتا تھا، مختلف اور متنوع علوم وفنون کے ماہرین شریک ہوتے تھے اوران کی موجودگی اِس بات کی ضمانت سمجھی جاتی تھی کہ مسئلے کے تمام علمی اور فنی پہلوؤں پر غور وخوض کے بعد اس کا حل پیش کیا گیا ہے۔''

[روزنامہ پاکستان، ۲۴ ستمبر ۲۰۰۶ء، بحوالہ الشریعہ: جون ۲۰۱۴ء، ص: ۹۵]

عم مکرم سے پوچھنا یہ ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی جس فقہی مجلس کا آپ نے حوالہ دیا ہے، کیا اُس میں داڑھی منڈے (فاسق)، حیات عیسیٰ کے منکر (کافر)، حدیث کے دشمن اور اجماع کے منکرین بھی موجود ہوتے تھے؟

مودودی اَفکار کے بارے میں مولانا راشدی کی حقیقت پوشی:

قارئین! آپ نے دیکھ لیا کہ عم مکرم نے غامدی صاحب کے بارے میں ملک بھر کے جمہور علماء سے ہٹ کر ایک جدا طرزِ عمل اپنایا ہوا ہے۔ اَب ذرا مودودی صاحب کے بارے میں عم مکرم اور اکابر دیوبند کے طرزِ عمل کا تضاد دیکھ لیں۔

غامدی صاحب کی طرح مودودی صاحب نے بھی ایک خطرناک، ایمان سوز ''علمی وقلمی فتنہ'' بپا کیا تھا، اکابر علماء نے نہ صرف مودودی صاحب کا علمی تعاقب کیا بلکہ سخت سے سخت الفاظ میں اُن کی گمراہی کو واضح کرتے ہوئے عوام کو مودودی صاحب، اُن کی تحریرات اور اُن کی جماعت سے دُور رہنے کی تلقین بھی

کی۔ذیل میں ''مودودی مذہب''اور''مودودی صاحب اوران کی تحریرات کے متعلق چنداہم مضامین'' نامی کتب وغیرہ سے بعض اکابر کی چندتحریرات بطورِنمونہ پیش کی جاتی ہیں۔مکمل عبارات اورحوالہ جات کے لیے مذکورہ بالا کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔یا صفدر کا''فتنہ غامدی نمبر'' دیکھیں۔

اکابردیوبندکامتفقہ فیصلہ:

''مودودی صاحب کی جماعت کالٹریچرعام لوگوں کے لیےمہلک اورگمراہی کاباعث ہے۔''

مؤیدین حضرات:

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی، شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی۔حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند،حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مہتمم مظاہرالعلوم سہارنپور،حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی،حضرت مولانا سعیداحمد صاحب مفتی مظاہر العلوم سہارنپور۔شیخ الادب حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب دارالعلوم دیوبند،حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی،حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مودودی صاحب لوگوں کودوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔(حضرت مدنی رحمہ اللہ)

مودودی صاحب کے عقائد قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔(حضرت مدنی رحمہ اللہ)

مسلمانوں کواس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہیے۔(حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ)

مودودی صاحب نیا اسلام پیش کرنا چاہتے ہیں۔(حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

مودودیت عوام کے لیے مہلک اورگمراہی کاباعث ہے۔(شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ)

سلف سے بےاعتمادی تمام گمراہیوں کی جڑ ہے۔(حضرت مولانا منظوراحمد نعمانی رحمہ اللہ)

جماعت اسلامی کی مخصوص ذہنیت بہت بڑا شر ہے۔(حضرت مولانا منظوراحمد نعمانی رحمہ اللہ)

مودودی صاحب کااجتہاد قابل قبول نہیں۔(حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ)

مودودی صاحب حضور ﷺ کے اسلام سے مطمئن نہیں۔(حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ)

بندہ ان کوملحد سمجھتا ہے۔(حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ)

مودودی جماعت میں شرکت زہرِ قاتل ہے۔(حضرت مولانا مفتی مہدی حسن رحمہ اللہ)

مودودی تحریک کی ضلالت اورگمراہ کن بنیادیں بےنقاب ہوگئیں۔(حضرت مفتی محمودالحسن رحمہ اللہ)

مودودی منکرالحدیث، گمراہ، مبتدع، جاہل واجہل ہے۔(حضرت مولانا علامہ ظفراحمد عثمانی رحمہ اللہ)

مودودی گمراہ اورگمراہ کرنے والا ہے۔(حضرت مولانا نصیرالدین غورشتوی رحمہ اللہ)

مودودی کے عقائد اہل سنت کے خلاف اور گمراہ کن ہیں۔(شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ)
مودودیت کفر میں مبتلا کر دینے والا فتنہ ہے۔(حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ)
مودودی متکبر ہے۔رجوع نہیں کرتا۔(حضرت بنوری رحمہ اللہ)
ہم اپنے اکابر کی پیروی میں مودودی صاحب کو گمراہ سمجھتے ہیں۔(مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ)
مودودی کے خود ساختہ عقائد کی دین میں گنجائش نہیں۔(مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ)
مودودی نے مسلمانوں میں بغض صحابہ پیدا کیا۔(مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ)
مودودی صاحب ہزار رکھ رکھاؤ کے باوصف، عداوت صحابہ کو چھپا نہیں سکتے۔(مولانا یوسف لدھیانویؒ)

جبکہ مولانا زاہد الراشدی صاحب لکھتے ہیں:

''میری طالب علمانہ رائے میں اگر مودودی صاحب کے تفرادت کو بھی دوسرے اہل علم کے تفردات کی طرح تفردات کے درجے میں رہنے دیا جاتا اور انہیں مستقل موقف کی حیثیت دے کر ان کے اثبات ودفع میں اس درجہ شدت اختیار نہ کی جاتی تو اس معاملہ میں بہت سے بگاڑ سے بچا سکتا تھا۔'' [معین القاری:۵۰/۳]

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ جن مودودی نظریات کو تمام اکابر اہل سنت بیک زبان ''گمراہی کا پلندہ'' قرار دے رہے، مولانا زاہد الراشدی صاحب اکابر دیوبند کے طرز عمل کے برعکس اُن نظریات کو ''تفرد'' قرار دے کر اپنی تجدد پسندی کا ثبوت دے رہے ہیں۔حالانکہ تفرد تو ایسی شخصیت کا ہوتا ہے جو کم از کم اہل السنۃ والجماعۃ میں شامل ہو۔اور اس کے علم وتقویٰ پر معاصر اہم علم کو اعتماد ہو۔جبکہ مودودی صاحب نہ تو اہل سنت میں شامل ہیں، نہ ان کی علمی حیثیت مسلم ہے اور نہ ہی دیانت داری، بلکہ اُن کی تو گمراہی، خیانت اور جہالت مسلم ہے۔لہٰذا اُن کے ملحدانہ اَفکار کو ''تفرد'' قرار دینا نہ صرف یہ کہ کھلا ''تجدد'' ہے بلکہ حقائق کا منہ چڑانے کے بھی مترادف ہے۔

نیز عم مکرم کی اِس تحریر سے یہ تاثر بھی مل رہا ہے کہ اُن کے خیال میں مودودی عقائد ونظریات سے جو بگاڑ پیدا ہوا، اُس کے اصل ذمہ دار مودودی صاحب نہیں بلکہ اُن کے متبعین ہیں۔حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اُس بگاڑ کے اولین ذمہ دار خود مودودی صاحب ہی ہیں۔کیونکہ اگر وہ یہ نظریات نہ اپناتے تو کوئی بگاڑ پیدا نہ ہوتا۔

غلام احمد پرویز کی بابت فتویٰ کفر اور مولانا راشدی کا طرزِ عمل:

مودودی صاحب کے بعد ہم جناب غلام احمد پرویز کا معاملہ دیکھتے ہیں، جو حدیث شریف کے کھلے منکر اور باغی تھے۔اُن کی اِسی بغاوت اور واضح کفر کی بنا پر عرب وعجم کے علمائے اہل سنت نے اُن کے خلاف متفقہ فتویٰ تکفیر جاری کیا۔مولانا زاہد الراشدی صاحب کو اِس پر بھی دُکھ اور افسوس ہے کہ یہ فتویٰ کیوں

جاری کیا گیا۔ بلکہ وہ غلام احمد پرویز کے کفر کا ذمہ دار اُن اکابر کو قرار دیتے ہیں، جنہوں نے تکفیر کی۔ آیئے! غلام پرویز کے بارے میں اکابر اہل سنت کی آراء اور عم مکرم کی جسارت ملاحظہ فرمائیں۔

''غلام احمد پرویز شریعت محمدیہ کی رو سے کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج، نہ اس شخص کے عقد نکاح میں کوئی مسلمان عورت رہ سکتی ہے اور نہ کسی مسلمان عورت کا نکاح اس سے ہوسکتا ہے۔ نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، نہ مسلمانوں کے قبرستان میں اس کا دفن کرنا جائز ہوگا...... جب یہ مرتد ٹھہرا تو پھر اس کے ساتھ کسی بھی قسم کے اسلامی تعلقات رکھنا شرعاً جائز نہیں ہے۔'' (فتویٰ: مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ)

''غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین و معتقدین خارج از اسلام ہیں۔ اور اہل اسلام کو ان سے کسی قسم کا اشتراک و اختلاط اور ان کی تقریبات میں شرکت اور ان کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دینا جائز نہیں ہے۔'' (فتویٰ دارالعلوم دیوبند)

تائیدات:

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع، مفتی دیوبند مولانا مفتی مہدی حسن، مولانا فخرالدین [شیخ الحدیث دیوبند]، حضرت لاہوری، حضرت افغانی، مولانا مفتی محمود، مولانا ادریس کاندھلوی، مولانا خیر محمد، حضرت بنوری، مولانا مفتی رشید احمد، مولانا عبدالرشید نعمانی، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا عبداللہ درخواستی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا عبدالخالق [کبیر والا]، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا حامد میاں، مولانا عبداللطیف جہلمی، مولانا قاضی مظہر حسین، مولانا نصیرالدین غورغشتوی، مولانا عبدالحق رحمہم اللہ وغیرہم عرب و عجم کے ایک ہزار سے زائد علماء و مشائخ نے اس فتوے پر تائیدی دستخط کیے۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب کے والد گرامی امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مسٹر غلام احمد پرویز کے کفر کے بارے میں ذرہ بھر تامل نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا کافر و مرتد ہونا ایک قطعی بات ہے۔'' [فتنہ انکار حدیث، از: مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ]

جبکہ مولانا زاہد الراشدی صاحب پرویز کے کفر کا ذمہ دار علماء کو قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''غلام احمد پرویز کو فتووں کا سامنا تھا، اِس لیے دوسری طرف لڑھک گئے۔''

[ماہنامہ الشریعہ۔ دسمبر ۲۰۱۴ء، مکاتیب]

گویا غلام احمد پرویز کا کوئی قصور نہیں، نہ ہی وہ خود کفر کی طرف گیا، بلکہ مذکورہ بالا اکابر اور دیگر علماء نے اُس کے خلاف فتویٰ دے کر اُسے کافر بنا دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اِس سے عم مکرم کی تجدد پسندی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پانی کس قدر سر سے اوپر جاچکا ہے۔!!

بانی فتنۂ اعتزال اور مولانا راشدی کا حضرت حسنؒ بصری کو ذمہ دار قرار دینا:

غلام احمد پرویز کے بعد ہم دوسری صدی کے اوائل میں وجود پانے والے فتنۂ اعتزال کے بانی کا شرعی حکم واضح کرنے والوں کے متعلق عم مکرم کی ''بے باکی'' کو دیکھ کر اپنی بات سمیٹتے ہیں۔ فتنوں کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ معروف تابعی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے تلامذہ میں شامل ایک شخص واصل بن عطا نے خلاف شریعت نظریہ اختیار کرلیا۔ اُسے قرآن وسنت کے دلائل کی روشنی میں سمجھایا گیا لیکن وہ نہ مانا۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو جب یہ اندازہ ہوگیا کہ اب یہ شخص اپنی ضد پر اَڑ چکا ہے، اور حق سمجھ آجانے کے باوجود تسلیم کرنے سے انکاری ہے تو اُنہوں نے ''اعتزل عنا'' (یہ شخص ہم [اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک] سے جدا ہوگیا۔) فرما کر اسے اپنی مجلس سے نکال دیا۔ اُس نے بہت سے نظریات میں اہل سنت سے علیحدگی اختیار کرلی، کچھ لوگوں نے اس کی پیروی کی، یوں ''معتزلہ'' نامی ایک فرقہ وجود میں آگیا۔ اُس فرقے کے نظریات کے بارے میں اکابر اہل سنت کی رائے یہ ہے کہ وہ سراسر گمراہی پر مبنی ہیں۔ چنانچہ مولانا زاہد الراشدی اور اُن کے والد گرامی کی تائید یافتہ کتاب ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' میں ہے:

''معتزلہ کے یہ تمام اُصول اوران کی تشریحات عقل وقیاس پر مبنی ہیں، ان کے خلاف واضح آیات واحادیث موجود ہیں، نصوص کی موجودگی میں عقل وقیاس کو مقدم کرنا سراسر غلطی اور گمراہی ہے۔'' [۲۴۰]

مؤیدین حضرات: مولانا خواجہ خان محمد، مولانا سلیم اللہ خان، مولانا ابوبکر غازی پوری، مولانا سرفراز خان صفدر، مولانا عبدالستار تونسوی، مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہم اللہ اور حضرت مولانا علامہ خالد محمود، مولانا عبدالرزاق اسکندر، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم۔

جبکہ مولانا راشدی واصل کی گمراہی کا ذمہ دار حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تاریخ کے طالب علم کے طور پر میرے ذہن میں ایک بات مسلسل اٹکی ہوئی ہے کہ واصل بن عطا کو اگر امام التابعین حضرت حسن بصریؒ کی بجائے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میسر آجاتی اور بحث مباحثہ کا کھلا ماحول مل جاتا تو شاید اعتزل عنا کی نوبت نہ آتی۔'' [الشریعہ، دسمبر ۲۰۱۴ء، مکاتیب]

قارئین کرام! ہم دیکھتے آرہے ہیں غامدیت سے لے کر معتزلہ تک تمام فتنوں سے متعلق مولانا زاہد الراشدی کا طرز عمل اکابر اہل سنت بالکل جدا اور متضاد ہے۔ جو اُن کی تجدد پسندی کا کھلا ثبوت ہے۔ اب بھی اگر کوئی اُن کی ''جدت پسندی'' سے انکار کرتے ہوئے یہ اصرار کرے کہ مولانا زاہد الراشدی صاحب اپنے والد گرامی کے طریقے پر چل رہے ہیں تو اُس کے لیے ہدایت کی دعا کے علاوہ اور کیا کیا جاسکتا ہے؟

نوٹ: قادیانیوں، روافض اور عمار خان سے متعلق بھی مولانا زاہد الراشدی جمہور علماء اہل سنت سے الگ رائے اور موقف رکھتے ہیں، حسب فرصت اِن شاء اللہ اُس پر روشنی ڈالی جائے گی۔ ☆☆

برما کی سرزمیں سے

آواز آ رہی ہے برما کی سرزمیں سے
آیا نہیں مدد کو اک شخص بھی کہیں سے
کردار میں ہمارے، دھرنے جلوس و نعرے
مظلوم دربدر کا شکوہ ہے اہلِ دیں سے
بدھ مت کھڑے ہوئے ہیں لیکن مرا مسلماں
جنت کو دیکھتا ہے دنیا کی دُوربیں سے
دنیا کہ آخرت ہے دل میں خطیب تیرے
اِک روز کرکے دیکھو، خطبہ دلِ حزیں سے
اَرکان کا فسانہ حاکم کو مت سنانا
حاکم کو ہے محبت مغرب سے، اہلِ چیں سے
اُمت نے قومیت کے بُت کو گلے لگایا
ہر آدمی پریشاں اپنوں کی نکتہ چیں سے
اِس عارضی جہاں کی قسمت فنائیت ہے
حرص و ہوس کو چھوڑو، لڑنے چلو لعیں سے
جلتی ہے میری مسجد کہتے ہیں جلتے منبر
حالات سب سنانا، جاکر مجاہدیں سے
فتنوں بھرے جہاں میں اپنے فضل سے مولیٰ
امت کو تو بچانا ہر مارِ آستیں سے
امت کو جسدِ واحد فرما دیا نبی نے
لینا ضرور بدلہ برما کے مشرکیں سے
توحید کا ترانہ میدان میں سنانا
ہدہد کی یہ گذارش ہر صاحبِ یقیں سے

مولانا طلحہ السیف

زخم زخم برما

برما کے مسلمانوں پر قیامت بپا ہے۔۔۔ **اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ ﷺ... اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ**۔۔۔

امت مسلمہ بیدار ضمیری کا ثبوت دے رہی ہے اور ہر جگہ ان کے لئے آوازیں اُٹھ رہی ہیں۔۔۔

کیوں نہ ہو آخر یہ ایک زندہ اُمت ہے اور اس کا باہمی رشتہ بظاہر کتنا بھی کمزور نظر کیوں نہ آئے، ایک بہت مضبوط رسی سے جڑا ہوا ہے۔ وہ رسی جو ''حبل اللّٰہ'' ہے: لا الہ الا اللّٰہ......اور اس کا سب سے مضبوط حلقہ ہے: محمد رسول اللّٰہ

بس دل سے لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھنے والا کوئی شخص ایسا نہیں ہوسکتا جو اس امت کے کسی بھی عضو کی تکلیف پر چین سے رہے، سکون کی نیند سوئے اور اپنی زندگی میں مست رہے۔۔۔

کفار جب مسلمانوں پر حملہ آور ہوں اور ان کی جان و عزت کی طرف دستِ جفا دراز کریں تو مسلمانوں پر اعلانِ جہاد واجب ہے۔ وہ اس سوچ میں نہ رہیں کہ پہلے کہیں سے مدد آجائے پھر جہاد کریں، پہلے کوئی نصرت کو آپہنچے پھر مزاحمت کا جھنڈا بلند کریں۔ نہیں ہرگز نہیں، یہ ترتیب غلط ہے اور اس کا نتیجہ ہمیشہ یونہی قتل عام اور مظلومیت شدیدہ کی شکل میں ہی برآمد ہوتا ہے۔ درست ترتیب یہ ہے کہ اعلان جہاد کیا جائے، مزاحمت بروئے کار لائی جائے۔ میسر اسباب لے کر دفاع کا آغاز کیا جائے اور پھر آواز لگائی جائے۔ دنیا بھر سے انصار آئیں گے۔ سرحدیں انہیں نہیں روک پائیں گی۔ پابندیاں ان کے قدم نہیں جکڑ سکیں گی۔ فاصلے ان کی راہ میں رُکاوٹ نہیں بن سکیں گے۔ تم دین کی خاطر نصرت طلب تو کرو امت میں ان لوگوں کی بڑی تعداد موجود ہے جو ''فعلیکم النصر'' کا حکم پڑھتے ہیں، سمجھتے ہیں اور مانتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تو کبھی اس سخی کا مہمان خانہ ایک رات کے لیے خالی نہیں رکھا جو رات کو مہمانوں کے لیے آگ جلا کر سوتا تھا تو ''جہاد'' کا کوئی میدان کس طرح خالی رہ سکتا ہے؟۔۔۔ نجانے کتنی سعید روحوں کے کان ہر وقت حیی علی الجھاد کی صداؤں کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور ان کے گھوڑوں کی لگامیں کسی رہتی ہیں کہ کہیں سے آواز لگے اور وہ پہنچیں۔ یہ حضرت آقا مدنی ﷺ کے فرمان مبارک کا مفہوم ہے اور دنیا کبھی ایسے لوگوں سے خالی نہیں ہوسکتی۔ تاریخ کا ہر بعید و قریب دور گواہ ہے کہ آواز لگی تو لشکر پہنچے خواہ درمیان میں سمندر حائل ہوئے یا کوہسار، صحراؤں کے طویل فاصلے ہوئے یا جنگلات کی مشکلیں۔ یہ نظام فطرت ہے، بدلتا نہیں۔ برما کے

نوجوان سرفروشی کی خو بیدار کریں اور پھر امت کی ان سعید روحوں کو اپنی طرف بلائیں۔ پھر دیکھیں تصویر بدلتی ہے یا نہیں۔۔۔

خود کو بے بس قرار دے کر دستِ قاتل کے سپرد کر دینا ہمیشہ المیوں کو جنم دیتا ہے۔ ہر قتل عام اسی رویے سے جنم لیتا ہے۔ سقوط بغداد سے لے کر برما تک ہر خطے کی تاریخ ایسے المیوں سے پُر ہے۔ کافر اور خاص طور پر مشرک کی فطرت ہے کہ وہ مظلوم اور لاچار پر ظلم کرتا ہے اور حد سے زیادہ کرتا ہے، کیونکہ مشرک انسانیت سے محروم ہوتا ہے، جبکہ وہ طاقت کے سامنے جھکتا ہے اور مزاحمت سے دبتا ہے۔ زمانہ قریب میں دنیا میں جہاں جہاں بھی مسلمانوں کا بدترین قتل عام ہوا اسی رویے کے پیش نظر ہوا۔ مزاحمت خواہ کسی درجے کی بھی ہو ایسے المیوں سے بچاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی صرف اتنی مزاحمت کی استطاعت رکھتا ہو کہ زور سے چلا سکے تو کر گذرے اس سے اعراض و اغماض نہ کرے۔ خدا کی قسم! اتنا کر لینا بھی دستِ قاتل پر لرزہ ضرور طاری کر دے گا۔ مسلمان جب بھی اس اصول فطرت کو بھولتا ہے تاریخ کے سینے پر ایک اور زخم سج جاتا ہے جبکہ مزاحمت کرنے والی اقوام نہ صرف یہ کہ ایسے حالات سے محفوظ رہتی ہیں بلکہ وہ دوسروں کے لیے بھی ایمان و عزیمت کا سبق بن جاتے ہیں، سر بلند جیتے ہیں، سر بلند مرتے ہیں اور ان کا دشمن اسی حسرت میں انگلیاں چباتا رہتا ہے کہ کاش وہ انہیں مسل سکتا، مار سکتا۔۔۔

کشمیر اور فلسطین کی مثالوں کا بوسنیا، کسووا اور اب برما کے حالات سے موازنہ کر لیجئے ساری بات سمجھ آ جائے گی۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہندوستان کی درجنوں ریاستوں میں آباد ''آزاد'' مسلمان وہ سب کچھ کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے جو کشمیر میں لاکھوں آرمی کے گھیرے میں کرفیو کی زندگی گزارنے والے کر جاتے ہیں اور وہ بھی سر عام۔۔۔ ''کروڑوں آزاد'' مسلمان جہاں اس خوف میں زندگی بسر کرتے ہیں کہ ان پر گائے کاٹنے کا جھوٹا الزام نہ لگ جائے وہاں کشمیر میں سڑکوں پر گائے کاٹی جاتی ہے اور ایسے نہیں بلکہ ہندوستان کے ترنگے پر لٹا کر۔۔۔ فرق کیا ہے؟۔۔۔

ہندوستان کے کسی بھی شہر میں دنگوں کے نام ایک دن میں معمولی ہتھیارے بدمعاش اتنے ہاتھ جوڑتے، حب الوطنی جتاتے اور زندگی کی بھیک مانگتے مسلمانوں کو کاٹ ڈالتے ہیں جتنے ہندوستان کی آرمی، سی آر پی ایف، اور بی ایس ایف جیسی ظالم اور با اختیار فورسز پتھر مارتے اور ہندوستان مردہ باد کے نعرے لگاتے کشمیریوں کو سال دو سال میں بھی نہیں مار پاتے۔۔۔ وجہ کیا ہے؟

بوسنیا میں ایک سال میں کیا کچھ ہوا اور اگلے چھ سات سال ایسا کچھ بھی نہ ہو سکا۔

کیوں؟ وہ بنیادی عنصر جو فرق بن جاتا ہے ''مزاحمت'' ہے۔ برما کے مظلوم مسلمان مزاحمت کی خُو اپنائیں۔ اگر وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ مزاحمت نہ کر کے وہ اپنے لیے دشمن کے دل میں رحم پا لیں گے تو یہ سوچ

غلط ہے۔اور اگر اس لبرل زدہ سوچ میں مبتلا ہیں کہ مزاحمت ان کے حالات کو مزید بگاڑ دے گی تو یہ بھی غلط ہے۔اللہ تعالیٰ نے دونوں طرح کی مثالیں زمین پر رکھ دی ہیں تاکہ سمجھنے والے سمجھیں اور سوچنے والے صحیح نتیجہ اخذ کریں۔

عالمی کفریہ برادری اور ان کے حاشیہ بردار منافقین کو شکوہ ہے کہ شدت پسندی ختم نہیں ہو رہی بلکہ بڑھ رہی ہے۔روزانہ اس کے اسباب ڈھونڈنے پر کروڑوں ڈالر خرچ ہوتے ہیں۔بچہ بغل میں اور ڈھنڈورا شہر میں۔اسباب آپ خود پیدا کرتے ہیں۔انہیں پروموٹ کرتے ہیں، انہیں مکمل تحفظ فراہم کرتے ہیں، جب نتیجہ نکلتا ہے تو حیران کیوں ہوتے ہیں؟۔۔۔مظلوم روہنگیا مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی منظر کشی آپ کا بنایا ہوا کیمرہ دنیا بھر کے سامنے کر رہا ہے۔جو لوگ ان کٹی پھٹی لاشوں اور انسانیت سوز مناظر کو دیکھ کر آج سے ہی فاصلے پاٹنے کی تیاریاں شروع کر چکے، رب تعالیٰ سے سجدوں میں عہد کر چکے، بیگ تیار کر کے راستے ڈھونڈنے نکل چکے وہ جب میدان میں آئیں گے تو ان سے کیا توقع ہے آپ کو؟۔۔۔یہ امت نہ تو صرف حکمرانوں پر مشتمل ہے نہ صحافیوں دانشوروں پر اور نہ ہی حکمت و مصلحت کے خمیر میں گندھے فرزانوں پر۔۔اس امت کے اجزائے ترکیبی میں ایک بڑا اور اہم جزو ’’دیوانے لوگ‘‘ بھی ہیں۔وہی جنہیں آپ شدت پسند کہتے ہیں۔ان میں ایسی تصویروں کا تحمل نہیں ہوتا، ان میں نہ مظلومیت سہنے کا حوصلہ ہوتا ہے نہ دیکھنے کا، اور ہاں سب سے اہم بات یہ ہے کہ انہیں زندہ رہنے کا شوق نہیں ہوتا۔یہ بات یاد رکھنا بہت ضروری ہے۔برما کی سرزمین پر ہونے والا ہر ظلم ان دیوانوں کی برداشت ختم کر رہا ہے، آگے کے حالات کا اب دنیا کو بخوبی اندازہ ہے، مثال دینے کی ضرورت نہیں۔۔۔

مظلوم مسلمانوں کی دادرسی واجب ہے۔سب سے اول ’’جہاد‘‘ کے ذریعے، پھر جیسے ممکن ہو سکے۔ ’’فعلیکم النصر‘‘ اس وجوب کے سارے نکتے سمجھانے کو کافی ہے۔لہٰذا جس مسلمان سے اس سلسلے میں جو بھی ہو سکتا ہو وہ دریغ نہ کرے اور اسے عبث نہ سمجھے۔آواز اٹھانے کا بھی اثر ہوتا ہے، ہر طرح کی امداد بھی اثر رکھتی ہے اور دعاء تو ہر بند کی کشاد ہے۔مجاہدین کے بازوؤں میں جذبے مچل رہے ہیں، وہ اپنا راستہ ڈھونڈنے کی کوشش میں ہونگے۔عنقریب کوئی دن آئے گا کہ سرزمین برما الجہاد الجہاد کے نعروں سے گونجے گی۔باقی ہر درجے کی استطاعت رکھنے والا ہر مسلمان ان کے لیے جو کر سکتا ہو کرے۔کم از کم غافلوں میں شمار نہ ہوگا۔کافر اپنا کام کر رہے ہیں۔ان کے ذہنی و فکری غلام اپنے کام میں مشغول ہیں۔کبھی مظلومیت کی ان تصاویر کو جعلی قرار دیتے ہیں اور کبھی ظالم بدھوں کے ظلم کے جواز تراشتے ہیں کہ فلاں مسلمان کی فلاں غلطی اس کا باعث ہوئی۔ان کی ڈیوٹی ہے، انہیں چھوڑیئے! اپنا کام کیجئے۔جو فی الحال دور نظر آ رہا ہے، استطاعت سے باہر دکھائی دے رہا ہے اس حل کے انتظار میں بیٹھے رہ کر جو فی الحال ہو سکتا ہے اسے چھوڑے رکھنا عقلمندی نہیں۔کم

ازکم ایک امت ہونے کا ثبوت تو جیسے تیسے دیا جائے۔پس ہر وہ شخص امت کا اچھا فرد ہے جو اپنی استطاعت کا کام کرگذرے اور ہر کسی کی کاوش کو قدر کی نگاہ سے دیکھے۔

ایسے المیے کے وقت میں بدترین طرز عمل اور سب سے قابل مذمت کردار ان لوگوں کا ہوتا ہے جو سوال اٹھاتے ہیں فلاں کہاں مر گیا؟ مجاہدین نے اب تک جہاد شروع کیوں نہیں کر دیا؟ فلاں فلاں نے اب تک اس ملک میں آگ کیوں نہیں لگا دی؟ بدترین لوگ اور بیکارترین لوگ ایسے مواقع پر یہی کردار ادا کیا کرتے ہیں۔مجاہدین برما کے پڑوس میں بیٹھے ہوتے پھر نہ پہنچ چکے ہوتے تو اعتراض کرنا بجا تھا۔کشمیر کا ناقابل یقین حد تک مشکل بارڈر پار کیا جاسکتا ہے تو پھر برما کیا مشکل ہوتا؟ ہندوستان کی تربیت یافتہ آرمی کو کیمپوں میں گھس کر نشان عبرت بنایا جاسکتا ہے تو ننگ دھڑنگ بھکشوؤں کے سروں کی فصل اُگا دینا کیا مشکل کام تھا۔افغانستان میں دنیا کی سب سے بے لگام منہ زور عسکری قوت کا غرور خاک میں ملایا جاسکتا ہے تو برمی چندھے کس کھیت کی مولی ہیں لیکن کیا کوئی معترض یہ کہہ سکتا ہے کہ فرق نہیں ہے؟۔۔۔مجاہدین کشمیر پہنچ سکتے ہیں تو ہر مشکل کو پار کر کے پہنچ جاتے ہیں آپ ان سے کون سے خوش ہیں؟۔۔۔جہاں نہیں پہنچ سکتے مگر کوشش میں ہیں آپ کو اس پر اعتراض ہے کہ ابھی پہنچے کیوں نہیں۔۔۔!!

مجاہدین پر اعتراض ہے کہ اب تک پہنچ کر بدھوں کو مار کیوں نہیں دیا۔احتجاج کرنے والوں پر اعتراض ہے کہ وہ ایک فضول کام کیوں کر رہے ہیں اور ان کا تمسخر کیا جا رہا ہے۔علماء پر اعتراض ہے کہ ان کے مدارس اب تک کیوں چل رہے ہیں وہ اس ظلم کے خلاف سربکف میدانوں میں کیوں نہیں نکل آئے، ہر ایک کی طرف انگلی اٹھتی ہے اگر نہیں اٹھتی تو صرف اپنی طرف۔مجاہدین ان شاء اللہ برما ضرور پہنچیں گے۔ بدھوں نے اتمام حجت کر دیا ہے ان کے خلاف جہاد ضرور ہوگا۔اراکان میدان جہاد ضرور بنے گا، وہاں جہادی تنظیمیں ضرور وجود میں آئیں گی اس وقت یہ لوگ کیا کریں گے اور کیا کہیں گے میں وہ بھی آج ہی بتا دیتا ہوں۔یہ اس وقت مجاہدین کے پیچھے خفیہ ہاتھ تلاش کریں گے۔یہ اس وقت مجاہدین کو اس ملک کا ایجنٹ قرار دیں گے جہاں سے وہ بارڈر کراس کر کے جائیں گے۔یہ اس وقت اس جہاد میں چھپا عالمی طاقتوں کا مفاد تلاش کریں گے اور مجاہدین کو ان مفادات کا آلہ کار قرار دیں گے۔یہ اس وقت جہاد و مجاہدین پر چندے کھانے کے الزامات لگائیں گے۔یہ اس وقت جہاد طویل ہو جانے کی صورت میں نتیجہ نہ نکلنے کو بنیاد بنا کر اس جہاد کی شرعی حیثیت پر انگلیاں اٹھائیں گے۔یہ اس وقت تحریکوں کے درمیان موازنے اور مقابلے کا میدان سجا کر بعض کی بعض پر فضیلت اور بعض کو بعض کے مقابل ناجائز کہیں گے۔یہ ''مُعَوِّقین'' (ٹانگے کھینچنے والے) ہیں۔یہ ''مُثَبِّطِین'' (حوصلے پست کرنے والے اور کام سے بٹھانے والے) ہیں۔یہ ''مُخَلَّفین'' (کام سے محروم کر دئے گئے) ہیں ان سے بچیئے۔اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے فیس بک سے چھٹکارا عطا

فرمایا ہوا ہے۔ وہاں ایسے لوگ بہت سرگرم رہتے ہیں اور ساتھی ان کی سرگرمیاں نقل کر کے جواب کا تقاضا کرتے ہیں یا خود ان کے جواب میں ہلکان ہوتے ہیں۔ خدارا..! ان سے نہ الجھیے۔ ان خود بیکار اور بیکار ساز لوگوں سے بات نہ کیجیے۔ ان سے کنارہ کش رہیے اور ان کا سب سے موثر جواب یہ ہے کہ انہیں جواب نہ دیجیے۔ آپ جواب میں انہیں گالیاں دیں انہیں کم تکلیف ہوگی بلکہ شاید خوشی ہو لیکن آپ انہیں نظر انداز کیجیے یہ ان کے لیے موت کے برابر ہے۔ ہم الحمدللہ دِل سے برما کے مظلوموں کے ساتھ ہیں۔ الحمدللہ اپنے شرعی فرض سے بھی غافل نہیں۔ ان تمام لوگوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو اُمت ہونے کے ناطے جس طرح بھی بن پڑے، ان مظلوموں کی دادرسی کے لیے کچھ کر رہے ہیں۔ برما میں ان حالات میں ''جہاد'' کے نقطہ نظر سے جو بھی کچھ کرے گا فیس بک اور دیگر سوشل میڈیا پر اعلان کر کے نہیں کرے گا اور نہ کر سکے گا۔ اس لیے یہ اعتراض آج ہے اور کل جب وہاں جہاد ہوگا تب بھی اس کا نظم سوشل میڈیا کو آگاہ کر کے نہیں چلایا جائے گا اس لیے اعتراض رہے گا۔ سچا جہاد ''لومۃ لائم'' (ملامت گروں کی طعنہ بازی) کے بغیر نہیں ہوتا یہ علامت قرآن نے مقرر فرمادی ہے اس لیے شرحِ صدر کے ساتھ اپنا کام کیجیے۔۔۔

بدھ مت کو دنیا کا سب سے پُر امن اور جنگ و جدل سے دور مذہب کہا جاتا ہے، ان کے پیشوا کی جو تعلیمات منقول ہیں ان کے مطابق سب سے بڑی عبادت رہبانیت ہے، سب سے پاکیزہ رزق بھیک کا مال ہے، کیڑے مکوڑے اور ضرر رساں جانداروں کا قتل بھی حرام ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔ ان کے مذہب میں مزاحمت بھی حرام ہے اور دفاع کی بھی اجازت نہیں۔ ہر طاقتور کا غلبہ قبول کر لیا جائے اور ہر حاکم کی رعایا ہونا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے خلاف کبھی بھی جہاد نہیں ہوا۔ اسلام کا نظریہ جہاد کفریہ پروپیگنڈے کے بالکل برعکس مذاہب کو مٹانے کا ہدف نہیں رکھتا۔ مذاہب نبی کریم ﷺ کے زمانے سے باقی رکھے جاتے چلے آرہے ہیں بشرطیکہ وہ اسلام کو نظام کے طور پر قبول کرلیں۔

اس لیے جن لوگوں نے اسلام کی دعوت کو اگرچہ قبول نہ کیا لیکن مزاحمت اور ٹکراؤ سے بھی بچے اسلام نے ان سے تعرض نہیں کیا۔ بدھ اپنی انہی تعلیمات کی وجہ سے بچے رہے اور ان کے خلاف کبھی قتال نہیں ہوا۔ اب انہوں نے اپنی اس ڈھال کو خود اپنے ہاتھوں سے توڑ دیا ہے جس نے انہیں اب تک اسلام کی تلوار سے بچائے رکھا۔ اس قوم نے مسلمانوں پر اعتداء کر کے حجت تمام کر دی ہے اب ان شاءاللہ یہ بھی وہ سب کچھ دیکھیں گے جو ان سے پہلے اسلام کے خلاف نکلنے والوں نے دیکھا اور آج تک دیکھ رہے ہیں۔ اسلام کی تلوار جب نیام سے باہر آجائے تو مقاصد کی تکمیل تک بے نیام رہتی ہے۔ بدھ مت کے پیروکاروں نے اللہ تعالیٰ کے اس غضب و عذاب کو دعوت دی ہے جو بصورت جہاد کفار پر مسلط کیا جاتا ہے۔ اب وقت آیا ہی چاہتا ہے کہ یہ دنیا میں عبرت کا نشانہ بنیں گے۔ فتربصوا انا معکم متربصون [القلم، شمارہ: ۶۰۸]

برما کی فریاد

مچا ہے ہر طرف اِس وقت، ہاہا کار برما میں
مسلسل چل رہی ہے ظلم کی تلوار برما میں
جو مسلم حکمراں ہیں، سو رہے ہیں خوابِ غفلت میں
مسلمانوں پہ کافر، کر رہا ہے وار برما میں
بہت بے بس بہت لاچار، ہے امت محمد کی
بہت سرکش بہت مغرور، ہیں کفار برما میں
منظّم فوج مسلم، بستیوں کو جب جلاتی ہو
تو پھر کیسے بچیں؟ بوڑھے، جواں، بیمار برما میں
کوئی حامی نہیں ان کا، کوئی ناصر نہیں ان کا
خدا تو بھیج کوئی خالد و ضرار برما میں
خدا بس ایک غیرت مند کوئی ابن قاسم سا
جو بڑھ کر روک دے باطل کی ہر یلغار برما میں
زمیں ہے تنگ سارے راستے، مسدود ہیں ان پر
خدایا ہوگئی ہے، زندگی دشوار برما میں
جو تیرے ماننے والے ہیں، مرتے ہیں ہزاروں میں
مدد کو اے خدا کوئی، نہیں تیار برما میں
جو تصویریں وہاں سے، آرہی ہیں خوں رلاتی ہیں
الٰہی بھیج کوئی، لشکر جرار برما میں
برہنہ عورتیں، معصوم کی وہ ادھ جلی لاشیں
رلادیں آسماں کو خون یہ آزار برما میں

ترے بندوں کا قتلِ عام، جو صدیوں سے جاری ہے
مرے اللہ! کر کایا پلٹ اس بار برما میں
جلا دیتے ہیں بچوں کو، سزا دیتے ہیں بوڑھوں کو
یہ ظالم ہوچکے ہیں کس قدر خونخوار برما میں
زمیں پر ہر طرف قاتل ہیں، لہریں ہیں سمندر میں
الٰہی تیرے بندے ہیں بہت لاچار برما میں
زمیں پر ان کا کوئی بھی نہیں بس تو فلک پر ہے
فلک سے بھیج نصرت، میرے پالنہار برما میں
خدا تیرے سوا کوئی، نہیں ہے تیرے بندوں کا
کہ حاوی ہوچکے ہیں، ہر طرف اغیار برما میں
ہیں طاقتور بہت افواج، مسلم حکمرانوں کی
مگر کوئی نہیں ایسا، کرے جو وار برما میں
عجب سی بے حسی، اقوام متحدہ پہ طاری ہے
اُسے دِکھتا نہیں ہے موت کا بازار برما میں
اگر مغرب پہ حملہ ہو، تو فورا چیخ اٹھتی ہے
وہی اقوام متحدہ، ہے ناہنجار برما میں
جہاں والو! اٹھو! انسانیت کے نام پر اٹھو!
وہاں پر زندگی ہے، موت سے بیکار برما میں
ابھی تھوڑی بہت جو آس ہے، ترکوں سے باقی ہے
وہی ثابت ہوئے ہیں آج تک غم خوار برما میں
الٰہی ہم نہیں مایوس مسلم نوجوانوں سے
کہ دھرائیں گے ایوبی کا یہ کردار برما میں

☆......☆......☆......☆

تذکرہ انبیاء

مفتی رب نواز، احمد پور شرقیہ

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتوں کی آمد

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے بیٹے کی خوش خبری سنانے آئے۔انہوں نے آکر سلام کہا۔(سورۃ ھود:۶۹)

لہٰذا جب کسی کے پاس جائیں تو سلام کریں۔

جواب میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھی سلام کہا۔(سورۃ ھود:۶۹)

معلوم ہوا کہ سلام کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔

وہ فرشتے چونکہ انسانی شکل میں آئے تھے اس لیے سیدنا ابراہیم علیہ السلام انہیں انسان سمجھ کر اُن کے لیے بھُنا ہوا بچھڑا لے آئے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو علمِ غیب حاصل نہ تھا۔

دوسری جگہ ہے وہ بچھڑا موٹا تھا(سورۃ الذاریات:۲۶)

دونوں باتیں اپنی جگہ پر درست ہیں کہ بچھڑا بھنا ہوا بھی تھا اور موٹا بھی۔

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کی خدمت کرنی چاہیے۔

یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ بچھڑے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں بھی حلال تھے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے موٹا اور بھنا ہوا گوشت پیش کیا ہے اس سے رہنمائی ملتی ہے کہ مہمان کی خدمت کھلے دل سے کرنی چاہیے۔

بعض مفسرین نے کہا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس بچھڑوں کی فراوانی تھی اس لیے بچھڑے کا گوشت پیش کر دیا۔اس سے یہ اُصول نکلتا ہے کہ جو چیز فی الفور دستیاب ہو وہ مہمان کو پیش کر دینی چاہیے۔ بعد میں مزید بھی خاطر تواضع کی جاسکتی ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ مہمانوں کے ہاتھ کھانے تک نہیں پہنچ رہے۔(ھود:۷۰)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میزبان مہمان کو دیکھ لیا کرے کہ وہ کھانا کھا رہا ہے؟ دیکھنے سے پتہ چلے گا کہ وہ رغبت ودلچسپی سے کھا رہا ہے یا نہیں؟ نیز اسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں وغیرہ۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب دیکھا کہ مہمان کھانا نہیں کھا رہے تو انہیں اوپرا سمجھا۔(۷۰)

اُس دَور میں انسان جس سے دشمنی رکھتا اس کے گھر کا کھانا نہ کھاتا تھا۔ اس لیے انہیں اوپرا / دشمن خیال کیا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کو اوپرا سمجھ کر ڈر محسوس کیا۔ (سورۃ ھود: ۷۰)

اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ انہیں علمِ غیب حاصل نہ تھا ورنہ وہ فرشتوں کو دشمن خیال نہ کرتے۔

فرشتوں نے کہا: لَا تَخَفْ ڈریئے نہیں۔ (سورۃ ھود: ۷۰)

اس سے رہنمائی ملتی ہے کہ جب کوئی ڈر جائے تو اسے دلاسہ دینا چاہیے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری دی گئی کہ انہیں اسحاق نامی بیٹا ملے گا، پھر (پوتا) یعقوب پیدا ہوگا۔ (سورۃ ھود: ۷۱)

ثابت ہوا کہ اسحاق و یعقوب بہت اچھے نام ہیں۔

بڑھاپے میں بیٹے ملنے کی بشارت حیران کن تھی اس لیے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی نے حیرت کی وجہ سے اپنا ہاتھ چہرہ پہ رکھ دیا۔ (سورۃ الذاریات: ۲۹)

یہ ہاتھ رکھنا محض اظہارِ حیرت کے لیے تھا، چہرہ کا ماتم ہرگز نہیں تھا۔ ☆☆

صفحہ نمبر 35 کا **بقیہ**......معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

تبصرہ: جناب مودودی صاحب نے بنی اسرائیل پر کوہ طور اٹھائے جانے اور لٹکائے جانے کو حسی اور مادی عمل کے بجائے ایک تصوراتی عمل اور موہومی عمل ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے جو برصغیر کے اہل باطل مفسرین نے اپنی تفسیروں میں ظاہر کیا ہے حالانکہ قرآن کی ظاہری آیت ﴿وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ﴾ کا ترجمہ صاف صاف حسی اور مادی اٹھائے جانے کا اعلان کرتا ہے مودودی صاحب کے ترجمہ میں بھی یہی چیز ہے پھر آیت ﴿وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ﴾ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ ہم نے پہاڑ کو دو ٹکڑے کر کے پھاڑ دیا اور ان کے اوپر سائبان کی طرح لٹکا دیا۔ سید قطب اور دیگر مفسرین اس کو معجزہ قرار دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معجزاتی طور پر ان پر پہاڑ لٹکا دیا جب معجزاتی طور پر اٹھایا گیا تھا تو وہ مادی اور حسی طور پر تھا نہ کہ تصوراتی اور خیالی اور وہمی اور فرضی طور پر تھا۔ جو مودودی صاحب کا خیال ہے، ہمیں اس پر تعجب ہے کہ یہ طریقہ صرف مودودی صاحب نے تفسیر میں نہیں اپنایا بلکہ یہ طرز تفسیر تقریباً تمام اہل باطل تفاسیر نے اپنایا ہے امین احسن اصلاحی نے اپنی تفسیر تدبر قرآن [۱/۱۹۹] پر اس کو اسی طرح فرضی معاملہ قرار دیا ہے جاوید احمد غامدی نے بھی دبے دبے الفاظ میں یہی معاملہ بتایا ہے، لیکن جمہور مفسرین اس کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حسی مادی طور پر پہاڑ کے اٹھائے جانے کو معجزہ قرار دے رہے ہیں، مگر اپنے ڈھب پر تفسیر کرنے والے اہل باطل اس کو تصوراتی، خیالی، وہمی اور فرضی قرار دے رہے ہیں۔ (جاری ہے۔۔۔)

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی

واجب ہو جاتا ہے

یہ ہندوستان کی تقسیم سے پہلے کی بات ہے، ہندوستانی حکومت دشمنانِ صحابہ کی سازش کی وجہ سے سال میں تین دن کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کرنے پر پابندی عائد کردی، اہل سنت نے اس پابندی کو متفقہ طور پر مسترد کر دیا اور حکومت کے اس اقدام کے خلاف احتجاجی جلوسوں، جلسوں اور سول نافرمانی کی تحریک کا سلسلہ شروع ہوگیا یہ معاملہ عدالتوں تک گیا، اسمبلی میں اٹھایا گیا، کمیشن بنائے گئے اور گرفتاریاں کی گئیں، اس موقع پر سنیوں نے بھرپور انداز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت وعقیدت کا اظہار کیا اور چشم فلک نے وہ ایمان افروز مناظر دیکھے کہ ایسے مناظر بہت کم دیکھنے کو آئے ہوں گے۔ انہی دنوں مولانا محمد علی جالندھری نے ایک جلسہ میں فرمایا: حکومت تین دن صحابہ کرام کی مدحت اور تعریف کرنے پر پابندی لگاتی ہے جبکہ ہمیں یہ پابندی ایک منٹ کے ہزارویں حصے میں بھی قبول نہیں۔

گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا تو صحابہ کرام کی محبت میں لوگ دیوانہ وار گرفتاریاں دے رہے تھے بوڑھے، بچے، جوان، عورتیں سب اپنے عزیزوں کو صحابہ کرام کی ناموس پر قربان ہونے کے لیے بڑی خوشی سے رخصت کر رہے تھے، ایک خاتون نے اپنے کم عمر بچے کو رخصت کیا، وہ اسے جب سینے سے لگا رہی تھی تو اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، بچے نے پوچھا اماں آپ کیوں رو رہی ہیں؟ ماں نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ سنہری الفاظ کہے جو سونے کے پانی سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ ماں نے کہا: بیٹا! میں اس لیے نہیں روتی کہ تم جیل جا رہے ہو۔ بلکہ میں اس لیے رو رہی ہوں کہ تمہارے جیل جانے کے بعد کوئی متاعِ عزیز اور قیمتی چیز باقی نہیں رہی جسے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ناموس اور حرمت پر قربان کرسکوں۔

انہی دنوں عدالتی کمیشن بنایا گیا اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کو بلایا گیا اور کمیشن نے حضرت مدنی سے مدح صحابہ کی شرعی حیثیت واضح کرنے کا کہا تو حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہماری مذہبی کتابوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کرنے کی تاکید کی گئی ہے، خلفاء راشدین کی تعریف عام حالات میں مستحب اور ثواب کی چیز ہے، مگر جس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کرنے سے روکا جائے تو اس وقت صحابہ کی تعریف فرض ہو جاتی ہے، قرآن کریم میں ایک جگہ نہیں بلکہ بہت سے مقامات پر صحابہ کرام کی تعریف موجود ہے، صحابہ کرام کی تعریف اس لیے نہیں کی جاتی کہ کسی کی دل آزاری ہو، بلکہ مذہب خود اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ جلسوں اور اجتماعات میں صحابہ کرام رضی

اللہ عنہم کا ذکر خیر کیا جائے، اور ہونا بھی یہی چاہیے، کیونکہ ان حضرات نے کام بھی بڑے عظیم الشان سرانجام دیے ہیں۔ محرم کی دسویں تاریخ کو اگر شہداء کربلا کا ذکر کیا جائے تو لازم ہے کہ ان کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف بھی کی جائے تا کہ مخالف فرقوں سے مشابہت نہ ہو۔ [حیات حضرت لکھنوی:۳۰۳]

کمیشن کے سامنے امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور لکھنوی نے بیان دیا کہ: سنیوں کے ہاں صحابہ کرام کی تعریف مستحب ہے مگر جس وقت صحابہ کرام کی تعریف پر پابندی لگائی جائے تو اس وقت صحابہ کی تعریف واجب ہو جاتی ہے، اسی طرح وہ مقام جہاں سنی آباد ہوں مگر وہاں خلفاء راشدین اور دوسرے صحابہ کے متعلق بدگمانی پھیلائی جارہی ہو تو وہاں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

ابو حنیفہ ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے بھی بیان دیا کہ: جب صحابہ کرام کی تعریف پر پابندی لگائی جائے اور مدح صحابہ کو زبردستی روکا جائے تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف واجب ہو جاتی ہے۔

ان دنوں عوام میں اس قدر ولولہ اور جذبہ تھا کہ ناموس صحابہ کے لیے ایک گروہ جب گرفتار کر کے تھانے لایا گیا تو مقدمہ کی سماعت کے دوران ان سے جب پوچھا جاتا کہ تمہارا نام؟ تو وہ کہتے احراری (ان دنوں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی جماعت احرار سب سے زیادہ متحرک تھی)

پوچھا جاتا باپ کا نام؟ جواب آتا۔ چار یاری، (چاروں خلفاء راشدین کو آپس میں دوست سمجھنا)۔

پوچھا جاتا کہ پیشہ کیا ہے؟ جواب آتا مدح صحابہ (صحابہ کی تعریف کرنا)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدحت اور تعریف کرنے پر جب حکومت نے پابندی لگائی تو معاملہ اسمبلی میں بھی گیا، نواب زادہ لیاقت علی خان (جو بعد میں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم بنے تھے) نے اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا: مدحِ صحابہ کے سلسلہ میں حکومت رعایا کے جائز حقوق میں مداخلت کر رہی ہے اور جس کام کا ہر شخص کو حق حاصل ہے، اسے کرنے سے روک رہی ہے، علی الاعلان مدحِ صحابہ پڑھنا سنیوں کا مذہبی اور شہری حق ہے، میں ایوان کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اصحاب جن کی تعریف کرنا جرم قرار دیا گیا ہے اسلام کے زبردست محسنوں میں سے تھے۔ اور انہی کی ذات سے ساری دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلی، یہ حضرات نہ صرف جناب رسول اللہ ﷺ کے خاص دوستوں اور جانثاروں میں سے تھے بلکہ آپ کے قریبی رشتہ دار بھی تھے، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نبی اکرم ﷺ کے سسر تھے اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے، مسلمان ان تمام حضرات کی عزت کرتے ہیں لہٰذا کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ ان اصحاب کے ماننے والوں کو ان کی تعریف سے روکا جائے۔ (حوالہ بالا) ☆☆

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی

عظیم تر ہے مقام ان کا

نبی ﷺ کے یاروں کے کیا ہی کہنے، عظیم تر ہے مقام اُن کا
فلک سے اُونچا، سحر سے اُجلا، قمر سے روشن ہے نام اُن کا
وہ حق کی ناؤ کے بادباں تھے، وہ گلشنِ دیں کے باغباں تھے
کتاب و سنت کے پاسباں تھے، عظیم کتنا ہے کام اُن کا
اُٹھا کے بچے نکل رہے ہیں، وہ دیکھو جنگل کے سب درندے
زمانہ حیراں، ہے وحشیوں کے دلوں میں بھی احترام اُن کا
ابھی تلک نیل کی روانی، عمرؓ کی عظمت بتا رہی ہے
عیاں ہے یاساریہ سے دوشِ صبا پہ پہنچا پیام اُن کا
وہ بحر و بر کے، عرب عجم کے عظیم فاتح، مثالی حاکم
رہے گا معیار تا قیامت، مزاج اُن کا، نظام اُن کا
وہ دن کو میداں کے تھے مجاہد، وہ شب میں ہوتے تھے رشکِ زاہد
زہے یہ رتبہ کہ بارگاہِ خدا سے آتا سلام اُن کا
علوم و تقویٰ میں تھے وہ یکتا، وہ زہد و طاعت میں بھی یگانہ
ہیں قابلِ رشک اُن کے سجدے، رکوع اُن کے، قیام اُن کا
فلک پہ اللہ اُن سے راضی، زمیں پہ آقا ﷺ بھی اُن سے خوش تھے
زمیں پہ شہرت تھی عام اُن کی، فلک پہ چرچا تھا عام اُن کا
خدایا پھر سے، دکھا وہ منظر کہ قوم سوئے، خلیفہ جاگے
ہوں اپنی باری پہ آقا پیدل، سواری پر ہو غلام اُن کا
مرے نبی ﷺ کے سبھی صحابہؓ ہیں راہِ حق کے چراغِ روشن
جمیلؔ جنت اگر ہے جانا تو بڑھ کے دامن تو تھام اُن کا

☆......☆......☆......☆

افادات: حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمہ اللہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا حضرت مدنی رحمہ اللہ سے تعلق

منشی نورالحسن صاحب ساکن دورالہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے بیعت ہیں نیک صالح شخص ہیں۔ وہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ چونکہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ ''مسلم لیگ'' کے حامی تھے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس کی حمایت میں ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا تھا، اس لیے میرا رجحان بھی لیگ کی طرف تھا اور میرٹھ حلقہ کی مسلم لیگ کا ممبر بھی تھا۔ ایک دن ایک میٹنگ میں میں نے کہا کہ بھائی ہمارے حضرت تھانوی رحمہ اللہ لیگ کی حمایت فرماتے ہیں اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ بھی بزرگ ہیں وہ کانگریس کی حمایت فرماتے ہیں، ہم کیا کریں؟ میٹنگ میں ایک شخص نے جواب دیا کہ وہ (حضرت مدنی رحمہ اللہ) کہاں کے بزرگ آئے؟ وہ کیسے بزرگ؟ مجھے ان کے جواب سے سخت صدمہ ہوا اور میں نے ان سے کہا کہ اگر ''مسلم لیگ'' کے اندر بزرگوں کی شان میں گستاخی کی جاتی ہے تو ایسی مسلم لیگ سے میرا تو استعفیٰ، میں آئندہ شریک نہیں ہوں گا۔

اور اسی صدمہ میں میں تھانہ بھون حاضر ہوا۔ شب میں بھائی سلیمان صاحب سے جو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خادم تھے ملاقات ہوئی، اُن سے اِس واقعہ کا ذکر کیا، اُس نے کہا: مدنی صاحب آپ کی نظر میں بزرگ ہیں؟ بزرگ تو شیطان بھی ہوتا ہے۔ میں نے کہا یہ جواب صبح کو حضرت سے کہونگا۔ اس نے کہا، ہاں! کہہ دینا، مجھے اور صدمہ ہوا کہ جب حضرت کے خادم کا یہ حال ہے تو اوروں کا کیا حال ہوگا؟ پوری رات بے چینی میں گذری۔ صبح کو مجلس میں حاضر ہوا میری ہمت نہیں تھی کہ عرض کروں۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک خط جو حضرت کے پاس کسی نے لکھا تھا حضرت نے سنایا۔ خط کا مضمون یہ تھا:

''حضرت! میں دیوبند بھی گیا ہوں، وہاں رحمت ہی رحمت دیکھی اور یہاں زحمت۔ گویا وہاں عفو بے انتہا اور یہاں بات بات پر پکڑ اور نکتہ چینی اس کی کیا وجہ ہے؟''

حضرت نے جواب لکھا اور پھر جواب بھی سنایا، جس کا مضمون یہ تھا:

''کیا تمہارے نزدیک دریا اور ڈوکرہ میں کوئی فرق نہیں، میں چھوٹا سا ڈوکرہ ہوں اور حضرت مدنی دریا ہیں۔ ڈوکرہ ذرا سی ناپاکی کا متحمل نہیں ہوتا اور دریا میں اگر پیشاب بھی کر دیا جائے تب بھی وہ ناپاک نہیں ہوتا۔''

یہ جواب سن کر مجھے ہمت ہوئی اور میں نے عرض کیا حضرت تو اپنے آپ کو ڈوکرہ اور حضرت مدنی کو دریا فرمارہے ہیں۔ اور یہ ملّا سلیمان اُن کو ایسا ایسا کہتا ہے اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا: کیا یہ بات آپ اُن کے سامنے کہہ دیں گے؟ میں نے عرض کیا ضرور کہہ دونگا۔ ملّا سلیمان کو بلایا گیا۔ حضرت نے اُن سے فرمایا کہ: تم اِن کو جانتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: جی ہاں! یہ میرے دوست کے بھائی ہیں۔ حضرت نے فرمایا: تمہاری اِن سے کوئی لڑائی تو نہیں۔ اُس نے کہا نہیں، پھر حضرت نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا: اپنا واقعہ بیان کرو! میں نے پورا واقعہ بیان کیا جو میرٹھ مسلم لیگ کی میٹنگ میں پیش آیا تھا کہ یہ واقعہ میں نے سلیمان سے بیان کیا، اس نے کہا کہ: مدنی صاحب کو تم بزرگ سمجھتے ہو، بزرگ تو شیطان بھی تھا۔ حضرت تھانوی نے سلیمان سے کہا: یہ ٹھیک کہتے ہیں؟ انھوں نے اقرار کرلیا کہ جی ہاں ٹھیک کہتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک دوسرے خادم کو آواز دی اور فرمایا سلیمان کا کان پکڑ کر خانقاہ سے نکال دو اور فرمایا: آج سے میرا تعلق ختم، نہ مجھ سے بات چیت کی اجازت ہے نہ خط و کتابت کی نہ مجلس میں حاضری کی۔

سلیمان صاحب خانقاہ سے چلے گئے، مگر انتہائی پریشان تھے۔ حافظ محمد اسماعیل پانی پتی (جو حضرتؒ سے خصوصی تعلق رکھتے تھے) کے واسطہ سے حضرت سے خط و کتابت کی اور معافی کی درخواست کی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا جن کی شان میں گستاخی کی ہے ان سے معافی مانگیں اور ان (حضرت مدنی رحمہ اللہ) سے لکھوا کر لائیں کہ میں نے معاف کیا۔ اس کے بعد سوچوں گا کہ کیا فیصلہ کروں۔ سلیمان صاحب حضرت مدنی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورتِ حال بیان کی اور معافی چاہی۔ حضرت مدنی نے معاف کیا اور لکھ دیا: ''میں نے سلیمان کو معاف کیا، آپ بھی معاف فرمائیں۔'' یہ تحریر لا کر حضرت تھانوی کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت تھانوی نے فرمایا: کیا معلوم پورا واقعہ بیان بھی کیا یا نہیں، پورا واقعہ جا کر بیان کریں اور حضرت مولانا اپنے قلم سے لکھیں کہ سلیمان نے یہ واقعہ بیان کیا اور میں نے معاف کیا۔ چنانچہ یہ دوبارہ حضرت مدنی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ: حضرت! یہ واقعہ لکھ کر پھر معافی تحریر فرمادیں۔ حضرت مدنی نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا کہ سلیمان نے یہ واقعہ بیان کیا اور میں نے اس کو معاف کیا اور سفارش کرتا ہوں کہ آپ بھی معاف فرمادیں۔ اس کے بعد حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے معاف فرمایا اور مجلس میں حاضری کی اجازت دی مگر گفتگو کی اجازت نہیں دی، گفتگو کی اجازت اور بعد میں ہوئی۔۔۔۔۔!!

حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے کسی شخص نے کہا حضرت مدنی کے بارے میں کہ: ''سیاست میں حصہ لیتے ہیں۔'' حضرت تھانوی نے ارشاد فرمایا: ''بس یہی دیکھا، یہ نہیں دیکھا کہ رات کو بارہ بجے تک بخاری شریف بھی پڑھاتے ہیں۔'' (آداب الاختلاف، افادات: مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ......مرتب: مولانا محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم، ص: ۱۴۱) ☆☆

مولانا عبدالرحیم چاریاری مدظلہم

اکابر اہل سنت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کی جارحیت کی زد میں

تغافل اُن کی عادت ہے، مناجاتیں میرا شیوہ — نہ وہ طرزِ جفا بدلے، نہ میں رنگِ دعا بدلا
زمانہ معترف ہے اَب ہماری استقامت کا — نہ ہم سے قافلہ چھوٹا، نہ ہم نے راہ نما بدلا

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب بعض معاصر فتنوں کے خلاف کام اور اپنے مجاہدانہ مزاج کی وجہ سے عوام الناس میں ایک مقام رکھتے ہیں۔اُن کی مندرجہ بالا صفات کا اِقرار قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ[خلیفہ مجاز: حضرت مدنی رحمہ اللہ] نے بھی فرمایا تھا۔لیکن افسوس ہے کہ ’’مروجہ مجالس ذکر‘‘ کے حوالے سے مولانا ہزاروی صاحب اکابر اہل سنت کے مسلک کے خلاف ’’جہاد‘‘ میں مسلسل مصروف ہیں۔اس کا تذکرہ بھی حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے فرمادیا تھا۔چنانچہ لکھتے ہیں:

> ’’مولانا عزیز الرحمٰن صاحب موصوف سے تعلق زیادہ رہا ہے۔آپ عصری فتنوں کے خلاف ہیں اور مجاہدانہ مزاج رکھتے ہیں۔لیکن افسوس ہے کہ وہ حضرت صوفی محمد اقبال صاحب کے زیر اثر آہستہ آہستہ دیوبندی تحقیقی مسلک سے ہٹتے جارہے ہیں۔‘‘[حق چاریار، اکتوبر نومبر ۱۹۹۴ء......تحفظ عقائد:۳۸۵]

مروجہ مجالس ذکر کے بارے میں مولانا ہزاروی موصوف کی ناانصافی، خلط مبحث، اکابر کے حوالے نقل کرنے میں خیانت اور غلط بیانی کا تفصیلی حال ہم کسی اور موقع پر پیش کریں گے۔فی الوقت ہم دو مثالیں پیش کرکے اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

مولانا ہزاروی کی ناانصافی اور مغالطہ دہی کی دو مثالیں:

(۱)......ہمارے قارئین اِس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اکابر اہل سنت کا مولانا ہزاروی سے ابتدائی اختلاف جن اُمور کے بارے میں تھا، اُن میں دیوبندی بریلوی اختلاف کی حیثیت، جناب محمد بن علوی مالکی اور اُن کی نظریاتی تائید کرنے والوں کا شرعی حکم، عرس، میلاد اور تعیین وقت کے ساتھ ایصالِ ثواب وغیرہ سرفہرست ہیں۔بعد میں جب ہزاروی صاحب نے جناب صوفی اقبال صاحب مرحوم کے زیر اثر اجتماعی مجالس ذکر بالجہر اور اجتماعی اعتکاف کا سلسلہ شروع کیا تو اُن کا یہ طرزِ عمل بھی وجہ اختلاف ٹھہرا۔پھر صوفی اقبال مرحوم کی وفات کے بعد مولانا ہزاروی نے رجوع کے نام پر جو تحریر لکھی تھی، وہ بھی غیر واضح اور مبہم ہونے کی بناپر' ہزاروی صاحب سے اختلاف کرنے والے اکابر کے ہاں ناقابل قبول قرار پائی۔

اَب دیانت دارانہ اور منصفانہ طریقہ تو یہ ہے کہ مولانا ہزاروی مکمل پس منظر کو ذکر فرما کر مذکورہ بالا تمام اُمور سے متعلق اپنا موجودہ موقف واضح فرمائیں۔لیکن وہ ناانصافی اور مغالطہ دہی سے کام لیتے ہوئے بقیہ اُمور سے متعلق اپنے موقف کو تاحال چھپائے ہوئے ہیں۔اور اپنی تحریرات سے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ میرے ساتھ اختلاف صرف ''مجالس ذکر'' کی بناپر کیا جارہا ہے۔جو یقیناً اُدھوری اور نامکمل بات ہے،اُن کا یہ طرزِ عمل ہرگز ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں چہ جائے کہ ایک صوفی اور عالم کے شایانِ شان ہو۔

(۲)......صفدر کے قارئین کے اِس بات سے بھی اچھی طرح آگاہ ہیں ہم چودہ سو سالہ اکابر اہل سنت خصوصاً علمائے دیوبند کی اتباع میں بحمد اللہ تعالیٰ قرآن وسنت،طریق صحابہ اور تعامل خیر القرون سے ثابت شدہ ذکر کی تمام صورتوں (بالجہر ہوں یا بالسر) کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ خود بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اپنی ہمت واستطاعت کے بقدر ذکر کرتے رہتے ہیں اور اِسے اعلیٰ عبادت سمجھتے ہیں۔چنانچہ ہم انفرادی ذکر کے بھی قائل ہیں اور مجمع ذکر کے بھی۔یعنی ذاکرین کے تنہائی میں بیٹھ کر الگ الگ ذکر کرنے کے بھی قائل ہیں اور کسی مقام پر اکٹھے بیٹھ کر اپنا اپنا ذکر کرنے کے بھی۔جیسے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ذکر فرماتے تھے۔البتہ مجلس ذکر کے لیے ''تداعی'' اور مجلس کے شرکاء کا (تعلیم کے علاوہ) آواز ملا کر ذکر کرنا چونکہ شریعت کی رو سے ثابت نہیں اور اسے 'مستحب' اور 'مقصود' سمجھ کر کرنا اکابر اہل سنت کے نزدیک بدعت ہے،اس لیے ہم اِس کے قائل نہیں۔جبکہ مولانا ہزاروی اکابر اہل سنت کے برخلاف نہ صرف تداعی اور آواز ملا کر ذکر کرنے کے جواز کے قائل ہیں بلکہ اِس بارے میں انتہائی متشدد بھی ہیں۔

مولانا ہزاروی کی ''دیانت داری'' کا حال یہ ہے کہ جو حضرات اکابر یا اصاغر'مجالس ذکر میں مولانا ہزاروی کی اختیار کردہ صورت کو''بدعت'' کہتے ہیں،مولانا ہزاروی اُن سب کو مطلقاً ''ذکر کا منکر'' یا ''مجالس ذکر کا منکر'' باور کراتے ہیں۔جو یقیناً دھوکہ اور غلط بیانی ہے۔اور عوام کو اہل حق سے متنفر کرنے کی سازش۔

نیز مولانا ہزاروی کا اختیار کردہ یہ طریقہ خالص ''بریلویانہ طریقہ'' ہے،کیونکہ جب بریلوی احباب سے کہا جاتا ہے کہ نمازِ پنجگانہ کے بعد اجتماعی طور پر کلمہ شریف پڑھنا شرع سے ثابت نہ ہونے کی بناپر بدعت ہے تو وہ جھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ:''یہ کلمے کے منکر ہیں۔''اِسی طرح جب اذان کے ساتھ باآوازِ بلند درودِ پاک پڑھنے کا شرعی حکم بتلایا جاتا ہے تو فوراً بول اُٹھتے ہیں کہ:''یہ درود کے،صلوۃ وسلام کے منکر ہیں۔'' بالکل یہی کیفیت اِس وقت مولانا ہزاروی کی ہے کہ جو اُن کے اختیار کردہ طریقے کو بدعت کہے اُسے ''ذکر کا منکر'' یا ''مجالس ذکر کا منکر'' قرار دیدیتے ہیں۔اِس سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا کا نہ صرف مزاج بریلویانہ ہے،بلکہ جسے وہ اپنا مخالف سمجھتے ہیں،اُس کے بارے میں اُن کا طرز و انداز بھی بریلویانہ ہی ہے۔

آمدم برسرِ مطلب:

مولانا ہزاروی کے طرزِ عمل کی یہ دو مثالیں تو ضمناً نوکِ قلم پر آگئیں، اصلاً اِس وقت ہمیں اُن کی شدت پسندی کا بالکل مختصر سا تذکرہ کرنا ہے، کہ 'مروجہ مجالس ذکر' کے متعلق وہ اتنے جذباتی اور شدت پسند ہو چکے ہیں کہ مجالس ذکر میں اُن کی اختیار کردہ صورت کو قبول یا برداشت نہ کرنے والے ہر شخص پر وہ جملے کستے چلے جاتے ہیں اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ اکابر اہل سنت علمائے دیوبند بلکہ چودہ سو سالہ اکابر اہل سنت حتی کہ مولانا ہزاروی کے اپنے مرشد برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ بھی اُن کے اِن ڈرون حملوں اور اندھا دھند بمباری کی زد میں آرہے ہیں۔(خیال رہے کہ ہزاروی صاحب کی یہ تحریرات پرانی نہیں کہ اُن کی بدعات پر ''نثار'' یا اُن کی بدعات کے ''حفیظ'' کوئی صاحب یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کریں کہ ''اِس سے تو وہ رجوع کر چکے ہیں۔'' بلکہ یہ تمام تحریرات اِسی سال [۱۴۳۸ھ] کی ہیں۔)

مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی اپنے رسالہ ماہنامہ ''زکریا'' کے بالکل تازہ شمارے میں لکھتے ہیں:

''ہماری دلی دعا ہے کہ: مجالس ذکر اللہ کو بدعت کہنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے، تا کہ وہ توبہ کریں اور اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔'' [ماہنامہ زکریا، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۷ء، ص:۴۰]

گویا جو اکابر اہل سنت مجالس ذکر میں ہزاروی صاحب کی اختیار کردہ صورت کو 'بدعت' قرار دیتے ہیں، وہ ہدایت پر نہیں ہیں۔ اور جو توبہ کیے بغیر اِس دنیا سے چلے گئے، ہزاروی صاحب نے اُن کی عاقبت کی بربادی کا فیصلہ صادر فرما دیا ہے۔

مولانا ہزاروی ماہنامہ زکریا کے ہی ایک قریبی شمارے میں لکھتے ہیں:

''افسوس ہے کہ بعض ناخلف شیطانی اثر سے اِن مبارک مجالس کو بدعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے شر سے امت کو بچائے اور اُن کو بھی ہدایت دے۔'' [ماہنامہ زکریا، اپریل ۲۰۱۷ء، ص:۲۶]

یعنی جو علماء و مشائخ مجالس ذکر میں ہزاروی صاحب کی اختیار کردہ کیفیت کو بدعت کہتے ہیں، اُن کے بارے میں ہزاروی فتویٰ یہ ہے کہ:

۱......وہ ''ناخلف'' ہیں۔ ۲......اُن کا یہ عمل ''شیطانی اثر'' کا نتیجہ ہے۔

۳......اُن کی یہ کاوش ''شر'' ہے، جس سے امت کی حفاظت کی فکر ہے۔

۴......وہ ہدایت پر نہیں ہیں۔ اس لیے اُن کے لیے ہدایت کی دعا کی جا رہی ہے۔

نیز مولانا موصوف ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

''ایسے ظالموں کو جلد توبہ کر لینی چاہیے، ورنہ ذکر اللہ کی مخالفت کا وبال اُن پر پڑے گا۔''

[ماہنامہ زکریا، اکتوبر، نومبر ۲۰۱۶ء، ص:۱۱]

یعنی ایسے لوگ ''ظالم'' بھی ہیں۔اور فقط ہزاروی صاحب کی پسندیدہ صورت کو بدعت کہنے کی وجہ سے مطلقاً ''ذکر اللہ'' کے ہی مخالف بھی قرار پائے ہیں۔اور اس کے وبال کے مستحق ہیں۔سبحان اللہ!!(یہ تو مخالفین پر فتوے جڑنے کی ''رضا خانی مشین گن'' یا افغانستان پر ''امریکی ڈرون بمباری'' معلوم ہوتی ہے۔)

مولانا ہزاروی موصوف کے اِن فتوں اور ڈرون حملوں کا رُخ ہم یقیناً غیر مقلدیت، مماتیت، مودودیت اور دیگر منکرین ذکر اور دشمنان مجالس ذکر کی طرف موڑ دیتے اگر ہزاروی صاحب نے خود ہی صراحتاً اپنے اِن جملوں کا رُخ اکابر اہل سنت کی طرف نہ کر دیا ہوتا۔چنانچہ وہ خود ہی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:

''افسوس ہے کہ بعض لوگ اپنے کو حضرت مدنی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور مجالس ذکر کی مخالفت کرتے ہیں۔اور نعوذ باللہ اس کو بدعت قرار دیتے ہیں۔'' [ماہنامہ زکریا، مارچ ۲۰۱۷ء، ص:۲۲]

ظاہر بات ہے کہ اپنے آپ کو حضرت مدنی رحمہ اللہ کی طرف نہ غیر مقلدین منسوب کرتے ہیں نہ مودودی۔اور مماتی بھی بوجہ بغض حضرت مدنی رحمہ اللہ کا نام لینا پسند نہیں کرتے۔لہٰذا یہ بات یقینی ہے کہ مولانا ہزاروی کی توپ کا رُخ اکابر اہل سنت علمائے دیوبند کی طرف ہی ہے۔اور ہماری معلومات کے مطابق حضرت مدنی رحمہ اللہ کے نام لیواؤں میں ''ذکر اللہ کا منکر'' کوئی بھی نہیں ہے۔اور نہ ہی ہوسکتا ہے۔لہٰذا یہ بات طے ہے کہ مولانا ہزاروی نے مجالس ذکر میں اپنی اختیار کردہ صورت کے منکرین کو ہی ''ذکر کا منکر'' قرار دیا ہے۔جو خالصتاً ''بریلویانہ'' طرزِ عمل ہے۔اور مولانا کے مزاج کو آشکارا کر رہا ہے۔

نیز ہزاروی توپ خانے کا رُخ بطورِ خاص ہمارے مرشد شیخ العرب والعجم حضرت مدنیؒ کے تلمیذ رشید و خلیفہ مجاز، تحریک خدام اہل سنت کے بانی، قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے پیروکاروں کی طرف ہے، اور اِس کی زد میں خود حضرت قائد اہل سنت بھی آرہے ہیں، کیونکہ بات بات پر حضرت مدنی رحمہ اللہ کا حوالہ دینا اُنہی کی مبارک عادت تھی۔اور مجالس ذکر میں ہزاروی صاحب کی اختیار کردہ صورت کو اُنہوں نے بھی بدعت فرمایا تھا۔چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

۱- ''میں نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی خطیب جامع مسجد صدیق اکبر چوہڑ راولپنڈی کی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مجلس ذکر کی کیسٹ سنی ہے۔مجلس ذکر کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں اور لوگوں کو بلا بلا کر مجلس ذکر میں شامل کیا جاتا ہے۔حالانکہ کسی مستحب عبادت کے لیے (تداعی) لوگوں کو بلانا جائز نہیں۔ [ملاحظہ ہو۔براہین قاطعہ] (ماہنامہ حق چار یار، حضرت جہلمی نمبر:۷۸)

اور حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ اکابر اہل سنت حضرت گنگوہی، حضرت تھانوی، حضرت مدنی رحمہم اللہ کے ہاں ایسی مجالس قطعاً نہیں تھیں۔چنانچہ مزید لکھتے ہیں:

۲- ''اکابر اہل سنت دیوبند: قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حکیم الامت حضرت

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین مدنی قدس اللہ اسرارہم نے کبھی اجتماعی طور پر ذکر جہر کی مجالس منعقد نہیں کیں اور نہ ہی ان کے خلفاء نے ایسی مجالس کرائی ہیں۔''

۳- ''بہرحال مروجہ مجالس ذکر بوجہ تداعی عام وغیرہ کے بدعت ہیں۔'' [حق چار یار، جہلمی نمبر: ۸۰]

اِس لیے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مولانا ہزاروی صاحب نے عموماً اکابر سنت علمائے دیوبند پر اور خصوصاً حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ پر زبان درازی کی ہے۔ اِس کے جواب میں ہم بھی مولانا ہزاروی صاحب، جناب صوفی اقبال صاحب اور اُن کے مقتدا و پیشوا جناب محمد بن علوی مالکی صاحب پر یہی جملے کسنے کا حق رکھتے ہیں۔ اِس لیے مولانا ہزاروی اور اُن کے متعلقین کو سیخ پا نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی نے تو اِن جملوں سے خصوصی طور پر حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے متبعین اور پیروکاروں کو نشانہ بنایا ہے، لیکن دیکھا جائے تو عظیم صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لے کر حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ تک چودہ سو سالہ اکابر و اسلاف بھی مولانا ہزاروی کے اِن الفاظ کی زد میں آرہے ہیں۔ ہم طوالت کے خوف سے اکابر امت میں سے صرف دو شخصیات کا حوالہ دینا چاہیں گے، تاکہ ہمارا دعویٰ دلیل کے ساتھ واضح ہو جائے کہ واقعۃً اکابر امت نے مجالس ذکر کی مروجہ بعض صورتوں کو بدعت قرار دیا ہے، جن میں ہزاروی صاحب کی اختیار کردہ صورت بھی شامل ہے۔

جن دو شخصیات کا حوالہ ہم دینا چاہتے ہیں اُن میں ایک حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے مرشد برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ ہیں اور دوسرے ہمارے زمانہ کے علماء کے سرخیل امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ۔ ہم کوشش کریں گے کہ دونوں بزرگوں کے حوالہ جات انتہائی اختصار کے ساتھ نقل کریں، کیونکہ دونوں بزرگوں کے تفصیلی حوالہ جات ''صفدر'' (کے شمارہ ۷۳ ؍اور ۷۶) میں نقل ہو چکے ہیں۔

برکۃ العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''دل تو بہت چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ کسی طرح جاری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ شانہ مدد فرمائے۔ اور خدا کرے کہ آپ کے ہی ذریعہ یہ سلسلہ چلے۔ اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو مثلاً یہ کہ ایک حلقہ میں سب کا ذکر نہ ہو، علیحدہ علیحدہ نشستیں تجویز کریں۔ [تربیت السالکین: ۱۵۷]

معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے نزدیک ایک حلقہ میں، یعنی آواز ملا کر ذکر کرنا بدعت ہے۔ جبکہ مولانا ہزاروی کے ہاں یہی صورت رائج ہے۔ اور اِسی صورت کو جائز قرار دینے اور اِس کے مخالفین کو لتاڑنے کے لیے وہ انتہائی جذباتیت اور شدت پسندی کا مظاہرہ فرماتے رہتے ہیں۔ (بقیہ صفحہ نمبر 2 پر)

مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہم قسط:۶

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر کا جائزہ

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا اقرار:

اس امت کے گزرے ہوئے بزرگ مفسرین خواہ وہ صحابہ کے طبقہ میں ہوں یا تابعین اور تبع تابعین کے مبارک دور سے ان کا تعلق ہو یا وہ خیر القرون کے مفسرین ہوں یا برصغیر کے تمغہ یافتہ شاہ ولی اللہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے مفسرین ہوں یا کوئی اور ہوں مودودی صاحب نے سب کے طور وطریق اور طرز تفسیر سے راہ فرار اختیار کر کے الگ ہونے کا کھلا اعلان کیا ہے جو بھی ان کے دیباچہ میں آنے والا ہے۔ پھر جدید دور کے تقاضوں کے مطابق نئے نوجوانوں کے مزاج کے ساتھ ساتھ چلنے کا کھلا اعلان بھی مودودی صاحب نے اپنی تفسیر کی ابتدا میں دیباچہ کے عنوان کے ذیل میں کیا ہے مولانا مودودی صاحب نے قرآن عظیم کی تفسیر کو ''تفہیم القرآن'' کا نام دیا ہے اس میں آپ نے مفسرین کے مروج انداز کو ترک کیا ہے اور روایات سے ہٹ کر آپ نے اپنی سمجھ سوچ اور اپنے ذہن کی مدد سے قرآن کی آیات سے ایک مفہوم تیار کر کے پیش کیا ہے جس سے آپ نے پڑھنے والوں کو اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کی ہے چنانچہ جہاں قرآن کے سمجھنے کے لیے کسی حدیث کی ضرورت پڑی اور وہ حدیث مولانا کے مزاج اور عقلی معیار پر پوری نہیں اتری تو اس کو بلا روک ٹوک رد کر دیا ہے۔ جیسے سورۃ ''ص'' میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں آیت ۲۴ر کے حواشی میں آپ نے صحیح اور صریح حدیث کو اس لیے رد کر دیا ہے کہ وہ ان کی عقل کے معیار پر پوری نہیں اترتی ہے۔ جس کا تذکرہ آئندہ ہوگا۔

اسی طرح مولانا نے قرآن عظیم کا ترجمہ بھی قرآن کے الفاظ کی رعایت کیے بغیر کیا ہے چونکہ یہ حرام ہے اور مولانا نے دیباچہ میں اس کی طرف مکرر اشارہ بھی کیا ہے، فرماتے ہیں قرآن کی اصل عبارت میں کوئی کمی بیشی کرنا حرام ہے لیکن کسی دوسری زبان میں قرآن کی ترجمانی کرتے ہوئے الخ (دیباچہ ص:۹) اس لیے مولانا نے قرآن کے الفاظ کی پابندی سے آزاد ہو کر اپنے ''تفہیم القرآن'' کے ترجمہ کو ترجمانی کا نام دیا ہے گویا ''ترجمہ'' میں کلام اللہ کے الفاظ کی رعایت ضروری ہے لیکن ''ترجمانی'' میں کمی بیشی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، مولانا نے اپنے دیباچہ میں قرآن کے لفظی ترجموں کے کئی نقائص شمار کیے ہیں اور اس پر سات دلائل قائم کیے ہیں۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ ایک انسان اگر اللہ تعالیٰ کے کلام کے ترجمہ میں کمی بیشی کرتا

ہے اوراس کوترجمانی کا نام دیکر ترجمہ کی جگہ پر رکھتا ہے یہ تو بہت ہی غلط بات ہے، اگر لفظی ترجمہ میں دلچسپی اور جاذبیت پیدا نہیں ہوتی ہے اور کوئی شخص آزاد ترجمہ کرتا ہے اوراس کوترجمانی کا نام دیتا ہے توان کو چاہیے کہ وہ اس کی وضاحت بھی کرے کہ یہ قرآن کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ ترجمانی ہے اوراس کوترجمہ کی جگہ میں بھی نہ رکھے تاکہ عوام دھوکہ میں نہ پڑے جس طرح ''تفہیم القرآن'' کا ترجمہ پڑھنے والے اس کو الفاظ کا ترجمہ ہی سمجھ کر پڑھتے ہیں۔

بہرحال اب میں مودودی صاحب کی وہ عبارات قارئین کے سامنے رکھتا ہوں جس میں موصوف نے اقرار کیا ہے کہ اس نے عام مفسرین کے طریقۂ تفسیر کو چھوڑ کر الگ ڈگر پر چل کر اپنی تفسیر کو ایک نئے ڈھب پر لا ڈالا ہے۔ تفسیر کے بعض پیچیدہ مقامات میں موصوف نے مصر کے بڑے عالم اوراخوان المسلمون کے بانی سید قطب کی تفسیر ظلال القرآن سے استفادہ کی کوشش کی ہے لیکن حضرت سید محمد یوسف بنوریؒ نے یتیمۃ البیان میں تصریح فرمائی ہے کہ مودودی صاحب نے سید قطب کی تفسیر کا مطلب نہیں سمجھا ہے اوراپنی تفسیر میں بڑی غلطیاں کی ہیں۔

تفہیم القرآن کا دیباچہ:

مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ:

''قرآن مجید کے ترجمہ وتفسیر پر ہماری زبان میں اب تک اتنا کام ہو چکا ہے کہ اب کسی شخص کا محض برکت وسعادت کی خاطر ایک نیا ترجمہ یا ایک نئی تفسیر شائع کر دینا وقت اور محنت کا کوئی صحیح مصرف نہیں ہے۔ اس راہ میں مزید کوشش اگر معقول ہو سکتی ہے تو صرف اُس صورت میں جبکہ آدمی کسی ایسی کسر کو پورا کر رہا ہو جو سابق مترجمین ومفسرین کے کام میں رہ گئی ہو، یا طالبین قرآن کی کسی ایسی ضرورت کو پورا کرے جو پچھلے تراجم وتفاسیر سے پوری نہ ہوتی ہو۔ ان صفحات میں ترجمانی وتفہیم قرآن کی جو سعی کی گئی ہے وہ دراصل اسی بنیاد پر ہے۔ میں ایک مدت سے محسوس کر رہا تھا کہ ہمارے عام تعلیم یافتہ لوگوں میں روح قرآن تک پہنچنے اوراس کتاب پاک کے حقیقی مدعا سے روشناس ہونے کی جو طلب پیدا ہو گئی ہے اور روز بروز بڑھ رہی ہے وہ مترجمین ومفسرین کی قابل قدر مساعی کے باوجود ہنوز تشنہ ہے۔ اس کے ساتھ میں یہ احساس بھی اپنے اندر پا رہا تھا کہ اس تشنگی کو بجھانے کے لیے کچھ نہ کچھ خدمت، میں بھی کر سکتا ہوں۔ انہی دونوں احساسات نے مجھے اس کوشش پر مجبور کیا جس کے ثمرات ہدیہ ناظرین کیے جا رہے ہیں۔ اگر فی الواقع میری یہ حقیر پیش کش لوگوں کے لیے فہم قرآن میں کچھ بھی مددگار ثابت ہوئی تو یہ میری بہت بڑی خوش نصیبی ہو گی۔

اس کام میں میرے پیش نظر علماء اور محققین کی ضروریات نہیں، اور نہ ان لوگوں کی ضروریات ہیں جو

عربی زبان اور علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد قرآن مجید کا گہرا تحقیقی مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے حضرات کی پیاس بجھانے کے لیے بہت کچھ سامان پہلے سے موجود ہے، میں جن لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں وہ اوسط درجے کے تعلیم یافتہ لوگ ہیں جو عربی سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں اور علوم قرآن کے وسیع ذخیرے سے استفادہ کرنا جن کے لیے ممکن نہیں ہے۔ انہی کی ضروریات کو میں نے پیش نظر رکھا ہے۔ اس وجہ سے بہت سے ان تفسیری مباحث کو میں نے سرے سے ہاتھ ہی نہیں لگایا جو علم تفسیر میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں مگر اس طبقے کے لیے غیر ضروری ہیں۔ پھر جو مقصد میں نے اس کام میں اپنے سامنے رکھا ہے وہ یہ ہے کہ ایک عام ناظر اس کتاب کو پڑھتے ہوئے قرآن کا مفہوم و مدعا بالکل صاف صاف سمجھتا چلا جائے، اور اس سے وہی اثر قبول کرے جو قرآن اس پر ڈالنا چاہتا ہے۔ نیز دوران مطالعہ میں جہاں جہاں اسے الجھنیں پیش آسکتی ہوں وہ صاف کردی جائیں اور جہاں کچھ سوالات اس کے ذہن میں پیدا ہوں ان کا جواب اسے بروقت مل جائے۔ یہ میری کوشش ہے۔ میں نے اس کتاب میں ترجمے کا طریقہ چھوڑ کر آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ میں پابندیٔ لفظ کے ساتھ قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کو غلط سمجھتا ہوں۔ بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جہاں تک ترجمہ قرآن کا تعلق ہے، یہ خدمت اس سے پہلے متعدد بزرگ بہترین طریقہ پر انجام دے چکے ہیں اور اس راہ میں اب کسی مزید کوشش کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔ انتہیٰ''

مودودی صاحب کی یہ باتیں بہت اچھی ہیں اور یہ تجویز بہت معقول ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ عام مفسرین کے منہج کو چھوڑ کر مولانا مودودی صاحب نے نئی نسل کو کس راستے پر ڈال کر چلایا ہے؟ کیا ''تفہیم القرآن'' سے استفادہ کرنے والے دین اسلام کی روح کے مطابق پرہیزگار بھی بنے ان کی چال ڈھال اور وضع قطع اسلامی سانچے میں ڈھل کر وہ دوسروں کے لیے نمونہ بھی بنے؟ اور کیا وہ ہر لحاظ سے ایک پاکیزہ سوچ پاکر انبیاء علیہم السلام اور صحابہ عظام اور علمائے کرام کے بارے میں ادب کی دہلیز پر سر جھکانے والے بھی بنے؟ اور کیا لندن یا امریکہ کے کسی بازار میں گزرتے ہوئے وہ یہود و نصاریٰ کے دل و دماغ میں یہ اثر ڈال سکے کہ یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی اور محمدی جا رہے ہیں؟ (اِس کا جواب نفی میں ہے۔)

ہاں! اس الگ انداز تفسیر سے لوگ بیشک ایک جماعت کے پکے کارکن بن گئے، حالانکہ مقصود اللہ والا بنانا ہے کارکن بنانا نہیں ہے، اس رخ کو چھوڑ کر ایک اور رخ پر آجائیں اور دیکھیں کہ جب سارے مفسرین کے طرز کو غیر نافع اور غیر ضروری سمجھ کر مودودی صاحب نے چھوڑ دیا پھر اپنی تفسیر میں اتنی بھاری غلطیاں کیوں کیں؟ اور جمہور علماء امت کے اجماعی مسائل کو نظر انداز کر کے تفہیم القرآن میں اپنے انداز کے مسائل اور نظریات کیوں بھر دیئے؟ ساری غلطیوں کے تذکرہ کے لیے تو ایک بڑا دفتر چاہیے اس مختصر کتاب

میں کیا بیان ہوگا لیکن بطور نمونہ مشتے از نمونہ خروارے چند غلطیوں کا تذکرہ کرتا ہوں۔

تفہیم القرآن کی چند غلطیاں:

غلطی نمبر (۱)......

''الٓـم'' مودودی صاحب نے قرآن عظیم کے پہلے لفظ الف لام میم میں ایک واضح غلطی کی ہے فرماتے ہیں: کہ اس استعمال کی وجہ سے یہ مقطعات کوئی چیستان نہ تھے جس کو بولنے والے کے سوا کوئی نہ سمجھتا ہو بلکہ سامعین بالعموم جانتے تھے کہ ان سے مراد کیا ہے۔ بعد میں یہ اسلوب عربی زبان میں متروک ہوتا چلا گیا اور اس بنا پر مفسرین کے لیے ان کے معانی متعین کرنا مشکل ہوگیا۔'' [تفہیم القرآن:۴۹/۱]

جمہور مفسرین کے طریقہ کو چھوڑ کر مودودی صاحب الف لام کی وضاحت کے لیے خود ساختہ مفروضے بنا رہے ہیں جو مزید شکوک وشبہات پیدا کر رہے ہیں اور تفسیر بالرأی کی خدمت ہو رہی ہے۔ سارے مفسرین فرماتے ہیں کہ حروف مقطعات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہے اور یہ وہ متشابہات ہیں جس کا نہ معنی معلوم ہے اور نہ معنی مراد یعنی مطلب معلوم ہے۔ سلف صالحین حروف مقطعات میں فرماتے ہیں ''اللہ أعلم بمرادہ'' یعنی ان مقطعات کا مطلب اور مراد اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہے۔

غلطی نمبر (۲)......

مودودی صاحب نے جنگ احد میں مسلمانوں کی شکست پر کلام کیا ہے اور ایسا نقشہ پیش کیا ہے کہ گویا صحابہ کرام بغض وحسد میں مبتلا تھے مال کے حریص اور لالچی تھے، سود خور تھے بخیل تھے ان طبعی واخلاقی بیماریوں کی وجہ سے ان کو احد کے میدان میں شکست ہوگئی۔ [دیکھئے تفہیم القرآن:۲۸۸/۱]

غلطی نمبر (۳)......

مودودی صاحب نے سورۃ ال عمران کی ایک آیت کے ایک ٹکڑے کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے جس میں صحابہ کرام کو مال غنیمت کی محبت میں گرفتار بتایا ہے آیت کا ٹکڑا یہ ہے ﴿مِنْ بَعْدِ مَا اَرٰاکُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ﴾ یعنی تم نے امیر کے حکم سے روگردانی کی اس کے بعد کہ اللہ تمہیں وہ چیز دکھا چکا تھا جس کو تم پسند کرتے تھے ''مَا تُحِبُّوْنَ'' کی تفسیر تمام مفسرین نے یہ کیا ہے **ای فتح المؤمنین وانہزام الکافرین** یعنی کافروں کی شکست اور مؤمنین کی فتح تم کو پسند تھی۔

اس کے مقابلے میں مودودی صاحب نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے اور جونہی کہ وہ چیز اللہ نے تمہیں دکھائی جس کی محبت میں تم گرفتار تھے یعنی مال غنیمت''۔ [تفہیم القرآن]

تبصرہ: یہاں مودودی صاحب نے بہت غلط ترجمہ کیا ہے جس سے صحابہ کرام کی شان بہت گھٹ جاتی ہے کیونکہ یہ ان پر الزام ہے کہ وہ مال کی محبت میں گرفتار تھے۔سوال یہ ہے کہ بے شک صحابہ کرام مال غنیمت اکھٹا کرنے کے لیے جبل رُماۃ کے مورچہ سے اتر کر چلے گئے تھے مگر یہ تو کوئی چھینا جھپٹی نہیں تھی کہ جس کے ہاتھ میں جو کچھ آگیا وہ اسی کا ہو گیا اسلام کا قاعدہ تو یہ ہے کہ مال غنیمت سب کے سب بیت المال میں جمع ہو جاتا ہے پھر مجاہدین پر تقسیم ہوتا ہے اس میں مال غنیمت کی محبت میں گرفتار ہونے کا کیا کام ہے؟ جمہور مفسرین سے کٹ کر اسی طرح دھکے کھانے پڑ جاتے ہیں۔نوجوانوں سے اپیل ہے کہ اس جیسے آزاد خیال لوگوں کی تفاسیر سے احتراز کریں۔

غلطی نمبر (۴)......

جدید وقدیم فلاسفہ اور اکثر قدیم سائنسدانوں نے سات آسمانوں کا انکار کیا ہے اور اس کے ضمن میں انہوں نے واقعہ معراج کا انکار کیا ہے مودودی صاحب نے سورۃ بقرۃ کی آیت ۲۹ر کی تفسیر میں سات آسمانوں کی حقیقت اور اس کے تعین کو مشکل قرار دیا ہے اور آسمانوں سے متعلق سابقہ دانشوروں کے بدلتے تصورات اور بدلتے مشاہدات کو قرآن کی تفسیر کے لیے ناکافی قرار دیکر آسمانوں سے متعلق ایک نیا عجیب تصور قائم کر دیا ہے تفہیم القرآن [۱/۶۱] کو دیکھئے اور یقین کیجئے کہ اس سے سینکڑوں احادیث کا انکار لازم آتا ہے اور واقعہ معراج کی تفصیلات بے بنیاد ثابت ہو جاتی ہیں یہ سب کچھ سابقہ جمہور مفسرین کے شاہراہ اعظم کو چھوڑنے اور نئے ڈگر پر چلنے کا نتیجہ ہے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کریں جو بڑی دولت ہے۔

غلطی نمبر (۵)......

سورۃ بقرہ آیت ۶۳ر کی تفسیر میں مودودی صاحب نے معتزلی مزاج کے مطابق رفع طور کا انکار کیا ہے اور اس کو ایک ڈراؤنی تصوراتی صورت قرار دیا ہے۔مودودی صاحب نے آیت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے ''یاد کرو وہ وقت جب ہم نے طور کو تم پر اٹھا کر تم سے پختہ عہد لیا تھا''۔ترجمہ کے بعد مودودی صاحب نے حاشیہ کی تفسیر میں لکھا ہے ''اس واقعے کو قرآن میں مختلف مقامات پر جس انداز سے بیان کیا گیا ہے اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اس وقت بنی اسرائیل میں ایک مشہور ومعروف واقعہ تھا لیکن اب اس کی تفصیلی کیفیت معلوم کرنا مشکل ہے بس مجملاً یوں سمجھنا چاہیے کہ پہاڑ کے دامن میں میثاق لیتے وقت ایسی خوفناک صورت حال پیدا کر دی گئی تھی کہ ان کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا پہاڑ ان پر آپڑے گا ایسا ہی کچھ نقشہ سورۃ الاعراف آیت ۱۷۱ر میں کھینچا گیا ہے۔[تفہیم القرآن: ۱/۸۳] (**بقیہ** صفحہ نمبر 20 پر)

بہ سلسلہ زبیر علی زئی کا تعاقب　　　　مفتی رب نواز حفظہ اللہ

امکانِ کذبِ باری تعالیٰ اور آلِ غیر مقلدیت

قسط: ۴

زبیر علی زئی:

اہلِ حدیث کے نزدیک اجتہاد سے مراد آثارِ سلف صالحین[۴۲۲]، مصالح مرسلہ، اولیٰ وغیرہ اولیٰ، مفہوم، صحیح قیاس[۴۲۳] اور اجتہادِ علمائے حق ہے[۴۲۴]، لیکن آلِ دیوبند کے نزدیک اجتہاد سے صرف امام ابوحنیفہ کا اجتہاد مراد[۴۲۵] ہے، جیسا کہ محمود حسن دیوبندی[۴۲۶] نے لکھا ہے: لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے'' (ایضاح الادلہ طبع قاسمی دیوبند ص ۲۷۶، جدید نسخہ محرفہ[۴۲۷] طبع قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۴۸۹)

مناظر حسن گیلانی دیوبندی[۴۲۸] نے محمود حسن دیوبندی سے نقل کیا کہ محمد قاسم نانوتوی دیوبندی[۴۲۹] نے (مولانا) حسین بٹالوی (رحمہ اللہ) سے کہا تھا:

''دوسرے یہ کہ میں مقلد امام ابوحنیفہ ہوں، اس لیے میرے مقابلہ میں آپ جو قول بھی بطورِ معارضہ پیش کریں وہ امام ہی کا ہونا چاہیے۔ یہ بات مجھ پہ حجت نہ ہوگی کہ شامی نے یہ لکھا ہے اور صاحبِ دُرمختار نے یہ فرمایا ہے، میں اُن کا مقلد نہیں[۴۳۰]۔'' (سوانح قاسمی ج ۲ ص ۲۲)

الجواب:

۴۲۲

غیر مقلدین کی سلف بیزاری خود انہی کی زبانی:

علی زئی صاحب اپنی جماعت کو سلف کا پیرو کہہ رہے ہیں جب کہ خود ان کے ہم مسلک علماء و مصنفین نے غیر مقلدین کی ''سلف بیزاری'' کا کھلے لفظوں میں اقرار کیا ہے چند نقول ملاحظہ فرمائیں۔

عبدالجبار غزنوی صاحب غیر مقلد اپنے غیر مقلدین کے متعلق کہتے ہیں:

''ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباعِ حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور در حقیقت وہ لوگ اتباعِ حدیث سے کنارے ہیں، جو حدیثیں کہ سلف وخلف کے ہاں معمول بہا ہیں ان کو ادنیٰ سی قدح اور کمزور جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں اور صحابہ کے اقوال وافعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور بے نور سے قول کے سبب پھینک دیتے ہیں اور ان پر اپنے بے ہودہ خیالوں اور بیمار فکروں کو مقدم کرتے ہیں اور اپنا نام

محقق رکھتے ہیں۔'' [فتاویٰ علمائے حدیث: ۸۰/۷]

وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بعضے اہلِ حدیث بظاہر اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہتے ہیں مگر حکامِ وقت کی خوشامد سے حق باتوں کا اظہار نہیں کرتے۔ بعضے کیا کرتے ہیں کہ تفسیر قرآن میں صحابہ اور سلف صالحین کا طریقہ چھوڑ کر نئے معانی اور مطالب اپنی خواہش نفس کے موافق نکالتے ہیں۔'' [لغات الحدیث: ۲۱/۱ کتاب، د]

وحید الزمان صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلِ حدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ نہ سلف صالحین صحابہ اور تابعین کی'' [لغات الحدیث: ۹۱/۲ کتاب ش]

قاضی عبدالاحد خان پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس زمانہ کے جھوٹے اہلِ حدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء بہ الرسول سے جاہل ہیں وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں شیعہ وروافض کے...ان جہال بدعتی کاذب اہلِ حدیثوں میں کوئی ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کی ہتک (توہین) کرے مثل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی امامت فی الفقہ اجماع سے ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر، بداعتقادی اور الحاد اور زندیقیت ان میں پھیلاوے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں۔'' [کتاب التوحید والسنۃ: ۲۶۲]

محمد حسین بٹالوی صاحب غیر مقلد، ثناء اللہ امرتسری صاحب کی تفسیر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''توافق سنتِ صریحہ وآثارِ سلفیہ صحیحہ جو تفسیر کے لیے ایک لازمی امر ہے۔ اس میں یکسر مفقود ہے اور برعکس اس کے توافق مذاہبِ باطلہ معتزلہ، نیچریہ، مرزائیہ، چکڑالویہ اس میں جا بجا موجود ہے۔''[الاربعین: ۴۲]

عبدالعزیز دینانگری صاحب امرتسری صاحب کی تفسیر کے بارے میں کہتے ہیں:

''سلف صالحین اور خیر القرون اور ائمہ مجتہدین کے برخلاف ہے۔''[الاربعین: ۳۱]

عبدالمنان وزیر آبادی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''میں نے تفسیر عربی مصنفہ ثناء اللہ امرتسری کی مواضع متعددہ سے سُنی۔ اکثر تفسیر سلف صالحین اور خیر القرون کے خلاف ہے۔''[الاربعین: ۳۲]

محمد حسین ہزاروی صاحب غیر مقلد نے ''امرتسری تفسیر'' کے متعلق کہا:

''اس میں شک نہیں کہ یہ تفسیر نیچرانہ طریق پر لکھی گئی ہے اور سلف صالحین اور مجتہدین رحمہم اللہ اور

احادیثِ صحیحہ کے خلاف لکھی گئی ہے۔'' [الاربعین: ۳۸]

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد نے امرتسری صاحب کے بارے میں لکھا:

''آپ اقوال سلف کی پرواہ نہیں کرتے۔ دیکھئے تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن میں اور دیگر کئی رسائل میں اس نے کس طرح سلف کی مخالفت کی ہے ہم اس کی چند مثالیں نقل کیے دیتے ہیں...''

[فتاویٰ اہلِ حدیث: ۷۵/۱]

امرتسری صاحب خود ہی اقرار کرتے ہیں:

''میرا مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ میں خدا، رسول کے کلام کو سند اور حجت شرعیہ مانتا ہوں۔ ان کے سوا کسی ایک یا کئی اشخاص کا قول یا فعل حجتِ شرعیہ نہیں جانتا۔'' [مظالمِ روپڑی: ۵۶]

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد نے عنایت اللہ اثری صاحب غیر مقلد کے متعلق کہا:

''ان کی کتابیں بالکل سلف کے خلاف ہیں۔'' [العطر البلیغ: ۱۱۹ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث]

علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''سلف صالحین کے اس متفقہ فہم کے خلاف بعض جدید محققین اور متحققین کا یہ دعویٰ ہے کہ تکبیراتِ عیدین میں رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔'' [علمی مقالات: ۱۹۸/۳]

جو ''جدید محققین اور متحققین'' تکبیراتِ عید میں رفع یدین کے منکر ہیں، وہ کون لوگ ہیں؟ آیئے علی زئی صاحب کی زبانی ہی جانیے! وہ لکھتے ہیں:

''یاد رہے کہ مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری، مولانا عبیداللہ مبارکپوری اور شیخ البانی رحمہم اللہ کے اقوال و ''تحقیقات'' در تکبیرات عیدین، امام عطاء بن ابی رباح، امام اوزاعی، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ سلف صالحین کے مقابلے میں اور مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔'' [علمی مقالات: ۱۷۶/۲]

علی زئی صاحب کی ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ تکبیراتِ عیدین میں رفع یدین کے منکرین شمس الحق عظیم آبادی، عبدالرحمٰن مبارکپوری، عبیداللہ مبارکپوری اور البانی وغیرہ غیر مقلدین کا موقف اسلاف کے خلاف ہے۔

اسلاف تقلید کے قائل ہیں۔ اس پر آلِ غیر مقلدیت کے بہت سے حوالہ جات پیش کیے جا سکتے ہیں، اختصاراً ایک حوالہ پیشِ خدمت ہے۔ وکیل اہلِ حدیث کہلائے جانے والے مصنف محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''عدم جواز تقلید کے مدعی علماء سلف سے ہمارے علم کے مطابق صرف ایک حافظ ابنِ حزم گذرے ہیں جنہوں نے مطلق تقلید کو ناجائز کہا ہے۔ مگر استاذ ہند شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ نے اُن کی کلام کی تاویل و توجیہ کر کے اس کو اس سے عام قرار داد اور اجماعی عقیدہ علماء اسلام کے کہ ''تقلید جائز ہے'' مطابق کر دیا ہے۔'' [اشاعۃ السنۃ:۲۲/۳۳۰]

مگر علی زئی صاحب وغیرہ نام نہاد اہل حدیث اسلاف کے برخلاف تقلید کی مذمت کیا کرتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ غیر مقلدین نے اسلاف کی اتباع اور ان کے اجتہاد کو دلیل شرعی کس مصلحت کے تحت کہا ہے؟ کیونکہ آلِ غیر مقلدیت نے تقلید کی تردید میں جو مزعومہ دلائل دیئے ہیں۔اُن کے پیش نظر تو اسلاف کی پیروی بھی ناجائز ہونی چاہیے مثلاً:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اتباع کے لائق وہ ذات ہے جو معصوم ہو اور معصوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ائمہ نہیں۔انتھی

اگر ائمہ معصوم نہیں تو کیا سلف صالحین معصوم ہیں؟ ان کی اتباع جائز اور ان کا اجتہاد دلیل شرعی کیسے بن گیا؟

اسی طرح غیر مقلدین ایک ضعیف روایت پیش کر کے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام آجائیں تو انہیں میری اتباع کے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔

غیر مقلدین اس ضعیف روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کے لیے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اتباع ضروری ہے تو اُمتیوں کے لیے بطریقِ اولیٰ آپ کی اتباع ضروری ہے، لہٰذا ائمہ کی پیروی جائز نہیں۔

اس کا جواب حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے ''الکلام المفید'' میں دے دیا ہے۔

کیا ہمیں پوچھنے کا حق ہے کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی پیروی ضروری ہے تو غیر مقلدین کے لیے اسلاف کی پیروی کیسے جائز ہوگئی؟

علی زئی صاحب کی نظرِ ثانی اور تائید سے ایک کتاب ''مقالات الحدیث'' شائع ہوئی اس میں کسی صدیق رضا کا ایک مضمون تقلید کی تردید میں ہے۔ مضمون نگار نے تقلید کی تردید میں جو مزعومہ دلائل دیئے ہیں اُن میں سے چند کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر مغفرت کا وعدہ ہے، اماموں کی پیروی پر مغفرت کا وعدہ

نہیں۔

......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بعین اللہ کی اطاعت ہے، اماموں کی اطاعت بعینہ اللہ کی اطاعت نہیں۔

......طریقہ نبوی کے مطابق کیا جانے والا عمل یقیناً مقبول ہے جب کہ اماموں کی پیروی والے عمل کی مقبولیت مشکوک ہے۔

......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پر دردناک عذاب کی دھمکی ہے، اماموں کی بات رد کرنے پر دردناک عذاب کی دھمکی نہیں۔

......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا انکار اور آپ کی نافرمانی کفر ہے اور لوگوں کے مقرر کردہ اماموں کی پیروی نہ کرنا کفر نہیں۔

......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر بات ''حجت شرعی'' ہے اور اپنے بنائے ہوئے امام کی بات اُن کا قول وفعل سرے سے ''حجتِ شرعی'' نہیں۔[مقالات الحدیث: مضمون: اتباع اور تقلید میں فرق]

ائمہ اربعہ اسلاف میں بڑا مقام رکھتے ہیں اگر ان مزعومہ دلائل سے ائمہ اربعہ کی پیروی کا ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے تو باقی اسلاف کی پیروی کیوں جائز اور دلیل شرعی بن سکتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اماموں کے درمیان اوپر جو فرق ظاہر کیا گیا ہے کیا وہ فرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلاف کے درمیان نہیں؟ سوچیں!

۴۲۳

غیر مقلدین کی طرف سے قیاس کی مذمت:

قیاس کے انکاری تو غیر مقلدین میں بہت زیادہ پائے جاتے ہیں وہ قیاس صحیح اور قیاس فاسد کی تقسیم کے بغیر مطلقاً قیاس کی تردید کرتے ہیں انہیں میں سے وہ لوگ بھی ہیں جن کا نعرہ ہے کہ اول من قاس فھو ابلیس سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس ہے۔

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''فقہاء کے نزدیک کل دلیلیں چار ہیں: کتاب وسنت، اجماع اور قیاس اور اہلِ حدیث کے نزدیک قیاس میں کلام ہے۔'' [فتاویٰ اہلِ حدیث: ۱/۶۶۴]

محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

''میں نے حسامی سے بزدوی تک اکثر کتب اصول اور فقہ مصنفہ سلف وخلف کو دیکھا پر کسی میں کوئی

دلیل صحیح صریح مشروعیت قیاس پر نہ پائی۔'' [اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۱ جون ۱۹۱۵ء]

وحید الزمان صاحب نے لکھا:

ترجمہ: ''اصولِ شرع دو ہیں کتاب اور سنت۔ اور بعضوں نے مطلقاً اجماع و قیاس صحیح کا بھی اضافہ کیا ہے لیکن حق بات یہ ہے کہ اجماعِ ظنی اور قیاس دونوں حجتِ ملزمہ نہیں ہیں البتہ یہ دونوں مظہر اور اقناعی ہیں۔'' [ہدیۃ المہدی ۱/۸۲]

محمد یحییٰ گوندلوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام اور تابعین عظام قیاس کو شرعی دلیل نہیں بناتے تھے۔'' [مقلدین ائمہ کی عدالت میں:۱۴]

آگے لکھتے ہیں:

''اگر ائمہ کی محض رائے اور قیاس حجت یا واجب الاتباع ہوتی تو اس امت کے رسول بھی اتنے ہوتے جتنے مذاہب ہیں۔'' [مقلدین ائمہ کی عدالت میں:۷۰]

مزید لکھتے ہیں:

''اگر آثارِ صحابہ کو قیاس اور تقلید کے ردّ میں بالاستیعاب جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔'' [مقلدین ائمہ کی عدالت میں:۹۴]

داؤد اَرشد صاحب غیر مقلد نے محدثین کی کتابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ اُن میں:

''کہیں آپ کو اقوال الرجال اور رائے قیاس کی بو نہ آئے گی۔'' [تحفہ حنفیہ:۲۵۷]

علی زئی صاحب کے استادِ گرامی بدیع الدین راشدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''رائے و قیاس خطا و صواب کا مجموعہ ہوتا ہے اور اس کا کوئی پابند نہیں۔'' [تنقیدِ سدید:۹۷]

آگے لکھتے ہیں:

''قیاس نئی بدعت ہے۔ پہلے نہیں تھا نیز قیاس بُری چیز ہے اور اسلام کے گرنے کا باعث ہے۔'' [تنقیدِ سدید:۹۹]

پڑھتے جائیں:

''رائے و قیاس پر فتوٰی دینا جائز نہیں۔'' [تنقیدِ سدید:۱۲۲]

''یہ سوال ہی غلط ہے کہ یہ مسئلہ قرآن و حدیث میں معاذ اللہ نہیں ہے اس لیے قیاس کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ (قرآن و حدیث کو ناقص سمجھنا) مسلمانوں کا مذہب نہیں۔'' [تنقیدِ سدید:۱۲۳]

''کیا وہ [اللہ کا حکم (ناقل)] تام نہیں؟ اگر ہے تو قیاس کی کیا ضرورت۔ نیز اللہ نے قرآن و

حدیث پھر اجماع کا حکم دیا اور قیاس کا کہیں نہیں بلکہ قیاس کی صورت میں اختلاف لازمی ہے۔اس لیے حکم دیا کسی کو مت لو۔'' [تنقیدِ سدید:۱۷۳]

امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جو لوگ آرا و قیاسات کی پیروی کرتے ہیں وہ...گمراہ ہیں۔'' [حقیقة التقلید....:۱۴۰]

عبدالستار حماد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''عبادات میں قیاس کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔'' [فتاویٰ اصحاب الحدیث:۱۷۲/۲]

سعید احمد یوسف زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جو اجتہاد کتاب وسنت کی بجائے رائے، قیاس، مشاورت اور اجماع اہلِ خیر، اجماع ائمہ یا اجماعِ امت وغیرہ کی روشنی میں کیا جائے وہ تمام اہلِ ایمان کے حجت قطعی اور دلیل قطعی ہرگز نہیں ہے۔''

[صحیفہ اہلِ حدیث یکم ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ]

۴۲۴

یاد رہے کہ بہ اعترافِ آلِ غیر مقلدیت ''علمائے حق'' میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔لہٰذا اہل حدیث ہونے کے دعویداروں نے بہت سے مقامات میں ان کے اجتہادی مسائل کو تسلیم کیا ہے۔

غیر مقلدین کے ''محدث جلال پوری و مولانا'' سلطان محمود صاحب نے کہا:

''ائمہ اربعہ امت مسلمہ کے اکابر اور رجال عظیم ہیں۔ساری امت ان کی اجتہادی کاوشوں سے متمتع ہوئی ہے۔وہ سب کے استاذ ہیں۔خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اجتہادات کا ایک بڑا حصہ برصغیر کے عاملین بالحدیث نے قبول کر رکھا ہے۔'' [مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری رحمہ اللہ:۲۸]

اپنے ہم مسلک لوگوں کو انگریز سے ''اہلِ حدیث'' نام الاٹ کرا کے دینے والے بزرگ محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''ہم لوگ جو اس گروہ سے علم کی طرف منسوب ہیں منصوصات میں قرآن وحدیث کے پیرو ہیں اور جہاں نص نہ ملے وہاں صحابہ تابعین وائمہ مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں خصوصًا ائمہ مذہبِ حنفی کی جن کے اُصول وفروع کی کتب ہم لوگوں کے مطالعہ میں ہیں'' [اشاعۃ السنۃ:۲۹۰/۲۳]

۴۲۵

کسی کے اجتہاد کو ماننا تقلید ہے۔علی زئی صاحب مدعی ہیں کہ اہل حدیث کے نزدیک امتیوں کے اجتہادی مسائل دلیل شرعی ہیں۔جب دونوں فریق امت کے اجتہادی مسائل کو قبول کرتے ہیں تو دونوں

میں کوئی اُصولی فرق رہا؟ نام نہاد اہلِ حدیث نے دعویٰ بھی کر دیا کہ احناف اور اہلِ حدیث کا اُصولی اختلاف نہیں۔ مثلاً:

ڈاکٹر عبد الرحمٰن بن عبد الجبار الفریوائی صاحب غیر مقلد نے محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد کی کتاب ''الاصلاح'' کے تعارف میں لکھا:

''آگے چل کر [مصنف نے (ناقل)] بڑی تفصیل سے یہ بات واضح کی کہ اہلِ حدیث مذاہب اربعہ سے کوئی الگ جماعت نہیں بلکہ مذاہب اربعہ اور اہلِ حدیث ایک ہی جماعت ہے۔''

[تقدیم الاصلاح: ۱۰۷]

آگے لکھتے ہیں:

''مولانا نے اہلِ حدیث اور حنفی اہلِ سنت کے دونوں گروہوں کے انصاف پسند حضرات کی تحریروں سے یہ اخذ کیا ہے کہ ان دونوں میں کوئی اُصولی اختلاف ہے اور نہ ہی فروعی۔'' [تقدیم الاصلاح: ۱۱۱]

ابن بشیر الحسینوی صاحب غیر مقلد ''الاصلاح'' کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

''اس میں درج ذیل مسائل زیرِ بحث ہیں: ۱۔ تقلید: اس میں یہ ثابت کیا ہے کہ اہلِ حدیث اور محققین حنفیہ کا اس میں جو اختلاف ہے وہ صرف اور صرف فہم کا اختلاف ہے۔'' [مقدمہ، الاصلاح: ۱۱۴]

خود گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

''برادرانِ اسلام پر مخفی نہیں کہ ہندوستان کے اکثر حصے میں اہلِ سنت کے دو گروہ ہیں: ایک اہلِ حدیث اور ایک حنفیہ اگرچہ ان دونوں گروہوں کے غالی افراد کی تحریر و تقریر سے ان میں بہت بڑا فرق نظر آتا ہے مگر انصاف پسند حضرات کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن دونوں میں نہ کوئی اُصولی اختلاف ہے اور نہ فروعی، بلکہ صرف اختلافِ فہم ہے۔'' [الاصلاح: ۱۳۱]

علی زئی صاحب نے ''الاصلاح'' کتاب کو ''اہلِ حدیث علماء کی مساعی جمیلہ کا نچوڑ'' قرار دیا ہے۔ [علمی مقالات ۱۰/۴]

اور یہ بھی بتایا جائے کہ علی زئی صاحب کے بقول اہلِ حدیث اسلاف کا اجتہاد مانتے ہیں اور دیوبندی صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا۔ تو بڑا مقلد کون ہوا؟ وہ گروہ جو ایک کی پیروی کرتا ہے یا وہ لوگ جو سب کی پیروی کو اختیار کیے ہوئے ہیں؟

۲۶۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کے مقام و مرتبہ کو غیر مقلدین نے خراجِ تحسین پیش کیا ہے

دیکھئے ہماری اِسی کتاب کا حاشیہ: ۳۹

۲۷

علی زئی صاحب نے نسخہ محرفہ کہا مگر اس کے محرف ہونے کی وجہ نہیں بتائی۔ اگر اس میں درج کسی آیت کو درست کر دینے کو تحریف کہا ہے تو علی زئی صاحب کو اسے تحریف کہنے کا حق نہیں۔

اول: خود غیر مقلدین کا مشورہ بھی یہی تھا بلکہ انہوں نے تو آیت کو دیر سے درست کرنے پر بھی طعنہ دیا ہے، مثلاً:

عمر فاروق قدوسی صاحب غیر مقلد نے لکھا:

''تصحیح کرنا احناف کے نزدیک تو جرم ہوسکتا ہے۔ اسی لیے تو انہوں نے طویل عرصہ تک اس غلطی کو درست نہ کیا بلکہ اس غلطی پر مصر رہے جو شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن سے ہوئی تھی... مولانا موصوف سے سہواً ایسا ہوگیا لیکن ان کے نادان اخلاف نے اسے انا کا مسئلہ بنالیا۔'' [اہلِ حدیث پر کچھ مزید کرم فرمائیاں: ۱۸۵]

کتابِ غیر میں علی زئی اضافے:

دوم: خود علی زئی صاحب دوسرے کی عبارتوں میں ردوبدل کر دیا کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے حکیم محمد صادق سیالکوٹی کی کتاب ''صلوۃ الرسول'' میں متعدد مقامات میں حذف واضافہ کیا ہے۔ بطورِ نمونہ چند مقامات کی نشاندہی ملاحظہ فرمائیں۔

صلوۃ الرسول میں متعدد حدیثیں ذکر کر کے حوالہ دیا ''انتخاب از کتبِ صحاح'' حالانکہ ان کی درج کردہ حدیثوں میں سے تیرہ احادیث صحاح ستہ میں نہیں۔ [القول المقبول: ۲۶۳]

اس لیے علی زئی کے حواشی سے چھپنے والی صلوۃ الرسول المعروف ''تسہیل الوصول الی تخریج وتعلیق صلوۃ الرسول: ۱۰۸'' میں ''انتخاب از کتبِ صحاح و غیرھا'' لکھ دیا ہے۔ یعنی ''و غیرھا'' کا اضافہ خود ساختہ ہے۔

صلوۃ الرسول میں لکھا ہے:

''مسند امام اعظمؒ میں بھی اس دُعا کی زیادتی کو نوٹ کر کے بے اصل کہا ہے۔''

حالانکہ مسند امام اعظمؒ میں سرے سے یہ دُعا ہی نہیں۔ [القول المقبول: ۴۷۴]

اس لیے تسہیل الوصول: ۲۴۳ میں یہاں ترمیم کر دی گئی۔ ایک تو ''مسند امامِ اعظمؒ'' کی بجائے ''مسند امام ابو حنیفہ'' لکھ دیا اور ''کے حاشیہ'' کا اضافہ کرتے ہوئے یوں ''مسند امام ابوحنیفہ (کے حاشیہ) میں'' لکھ دیا۔

صلوۃ الرسول میں ہے:

’’ایک اور روایت اسی مضمون کی احمد، ترمذی اور نسائی میں موجود ہے۔‘‘ [صلوۃ الرسول:۱۴۶]

چونکہ نسائی کا حوالہ غلط دیا گیا ہے۔ [القول المقبول:۲۷۰]

اس لیے ’’تسہیل الوصول:۱۱۴‘‘ میں نسائی کا حوالہ حذف کر دیا گیا ہے۔

صلوۃ الرسول میں ’’مقتدیوں کے لیے متابعت امام کے احکام‘‘ کے تحت ایک حدیث درج کر کے بخاری کا حوالہ دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث بخاری میں نہیں۔ [القول المقبول:۵۵۵]

تسہیل الوصول:۲۷۹ میں بخاری کا حوالہ غائب کر دیا گیا ہے۔

صلوۃ الرسول میں ’’پانچ یا تین وتر پڑھتے وقت صرف آخری رکعت میں بیٹھیں درمیان میں کوئی تشہد نہیں‘‘ عنوان قائم کر کے بخاری کے حوالہ سے حدیث درج کی ہے۔ جب کہ یہاں بخاری کا حوالہ غلط دیا گیا ہے۔ [القول المقبول:۵۷۷]

تسہیل الوصول:۲۹۲ میں بخاری کا حوالہ حذف کر دیا گیا ہے۔

صلوۃ الرسول میں ’’گھر میں داخل ہونے کی دُعا‘‘ ذکر کر کے نسائی کا حوالہ دیا ہے حالانکہ یہ حدیث نسائی میں موجود نہیں ہے۔ [القول المقبول:۷۶۰]

تسہیل الوصول:۳۷۴ میں نسائی کا حوالہ حذف کر دیا گیا ہے۔

صلوۃ الرسول میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ’’امامِ اعظم‘‘ لکھا ہوا ہے مگر تسہیل الوصول میں لفظِ ’’اعظم‘‘ حذف کر دیا۔ جب اعتراض ہوا تو علی زئی صاحب نے یوں جواب دیا:

’’اگر ناشر نے بعض مقامات پر ’’اعظم‘‘ کا لفظ کاٹ دیا ہے تو اِس میں غصہ ہونے کی کیا بات ہے؟ یاد رہے کہ امام ابو حنیفہ بذاتِ خود ’’غیر مقلد‘‘ تھے... اگر ایک ’’غیر مقلد‘‘ نے ایک ’’غیر مقلد‘‘ کے سلسلے میں عوامی غلط فہمی کی اصلاح کر دی تو اس معاملہ میں... دیوبندیوں کو دخل کی کیا ضرورت ہے؟‘‘

[ضربِ حق: شمارہ:۲۳/۴۱]

کسی کتاب کی عبارت اگر غیر مقلد تبدیل کر دے علی زئی صاحب اسے ’’اصلاح‘‘ کا نام دے کر مخالف کو دخل کی اجازت نہیں دیتے اور اگر دیوبندی کتاب میں درج عبارت کی کوئی دیوبندی اصلاح کر دے تو اپنے لیے نہ صرف دخل اندازی کو جائز سمجھتے ہیں بلکہ تبدیلیِ عبارت کو ’’تحریف‘‘ کا نام بھی دیتے ہیں۔ تلك اذا قسمة ضيزى.

علی زئی عبارت کے پیشِ نظر اگر یوں کہہ دیا جائے:

ایک ’’دیوبندی‘‘ نے دوسرے ’’دیوبندی‘‘ کی ایک عبارت کی اصلاح کر دی تو اس معاملہ میں ...علی زئی صاحب کو دخل کی کیا ضرورت ہے؟ تو کیسا رہے گا؟

اگر کوئی غیر مقلد یہاں یوں جواب دے کہ علی زئی صاحب نے تسہیل الوصول سے براءت کا اعلان کیا ہوا ہے۔ تو اسے کہا جائے گا اتنا تو آپ تسلیم کریں کہ علی زئی صاحب نے اپنے اُصول کے مطابق کسی دَور میں صلوۃ الرسول میں تحریف کی تھی۔

۴۲۸

اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا مناظر حسن گیلانی مشہور دیو بندی عالم تھے جن کے حدود مطالعہ بہت وسیع تھے۔ انہوں نے دیو بند کے ماہانہ رسالے'' دار العلوم'' میں ایک سلسلہ وار مضمون شروع کیا تھا جس کا عنوان تھا'' احاطہ دار العلوم دیو بند میں بیتے ہوئے دن'' یہ سلسلہ ۱۹۵۱ء میں شروع کیا گیا تھا جو ۱۹۵۴ء تک جاری رہا تھا۔''

[بزمِ ارجمنداں:۵۲]

محمد تنزیل صدیقی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا گیلانی بلاشبہ وسیع العلم اور وسیع النظر اصحابِ علم سے تھے.. نکتہ آفرینی اور بات سے بات نکالنے کا جو ذوق مبدء فیض نے انہیں دیا تھا اس میں معدودے چند ہی ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔''

[اصحاب علم و فضل:۵۳]

۴۲۹

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے علم و عمل کو غیر مقلدین نے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ دیکھئے ہماری کتاب'' غیر مقلدین کا علمائے دیو بند کو خراجِ تحسین'' اس کی ۴۵ر قسطیں مجلّہ'' الفتحیہ احمد پور شرقیہ'' میں شائع ہو چکی ہیں والحمد للہ۔

۴۳۰

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی گفتگو سُن کر بٹالوی صاحب نے جو تاثر پیش کیا ہے اس کا مفہوم میرے لفظوں میں اس طرح ہے: حیرت ہے کہ آپ اس قدر علم رکھنے کے باوجود تقلید کرتے ہیں!!!

میرے پاس سوانح قاسمی نہیں ورنہ وہ الفاظ بعینہ یہاں نقل کر دیئے جاتے۔ (جاری۔۔)

وفیات

''تریاق اکبر بزبان صفدر'' نامی کتاب کے مرتب مولانا عبدالرزاق صفدر [بہاولپور] کی والدہ محترمہ رحمہا اللہ

مولانا حسین احمد مدنی [بہاول پور] کے والد محترم رحمہ اللہ

قارئین سے مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔ [ادارہ]

مجلہ صفدر کے خاص نمبرات اور اہم مضامین

مجلّہ صفدر کی چار سالہ فہرست..........................ش:۴۶...... قیمت: 25

’’فتنہ غامدی نمبر‘‘......جاوید احمد غامدی کے گمراہ کن افکار کا تحقیقی جائزہ....صفحات:۶۰۰...... قیمت:۲۰۰

’’گوشۂ خاص‘‘......بیاد: شیر اسلام حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ....ش:۱۳/۱۲...... قیمت: 30

’’گوشۂ خاص‘‘......بیاد: مولانا سید صفی اللہ شاہؒ، (المعروف سید عبدالکریم شاہؒ) نہڑ والی بہاولپور.....ش:۱۹...... قیمت: 20

’’گوشۂ خاص‘‘......بیاد: تلمیذ حضرت مدنیؒ مولانا سید **اصلح الحسینی**ؒ، کراچی......ش:۴۴...... قیمت: 35

ٹی وی چینل اور حضرت امام اہل سنتؒ......معہ......علماء کا ٹی وی پہ آنا، مثبت و منفی پہلو......ش:۳۹...... قیمت: 25

عمار خان ناصر اور مولانا زاہد الراشدی کے بارے اکابر کا فیصلہ اور اس کی وجوہات......ش:۳۸...... قیمت: 25

مولانا زاہد الراشدی صاحب کی اکابر وفاق سے خط و کتابت اور کمیٹی کے قیام کی روداد۔ش:۴۲/۴۳۔ قیمت: 50

ارباب الشریعہ کی خدمت میں! (عمار ناصر کے بارے مولانا راشدی مد ظلہم کا طرزِ عمل) ش:۴۲ تا ۴۵...... 110

مولانا زاہد الراشدی اور عمار خان ناصر کے نام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مد ظلہم کا مکتوب گرامی......ش:۴۴...... 35

مولانا راشدی کی الشریعہ اور عمار خان سے براءت، حقیقت کیا ہے؟......ش:۶۰/۶۱/۶۲...... قیمت: 75

دیوبندی بریلوی اختلاف اور شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ......ش:۴۴...... قیمت 35

محترم جناب حاجی اشتیاق احمد صاحب رحمہ اللہ اور اُن کی تحریرات، از: حمزہ احسانی......ش:۵۹...... قیمت: 25

اجتماعی ذکر بالجہر کی مجالس کے بارے میں اکابر دیوبند کا موقف......ش:۶۱/۶۲/۶۳/۶۴/۶۷...... 125

افلحت الوجوہ، غازی ممتاز قادری شہیدؒ......از: مولانا احسن خدامی......ش:۶۲...... قیمت: 25

غامدی کا جوابی بیانیہ، از: شکیل عثمانی......ش:۶۴...... قیمت: 25

حدیث کلابِ حوأب اور قاضی طاہر ہاشمی کی تحقیق پر نظر، از: مولانا مجیب الرحمٰن......ش:۶۵ تا ۷۵...... قیمت: 150

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا احسانی و عرفانی مقام......از: مولانا محمد ظفر اقبال......ش:۷۰...... قیمت: 25

اللہ تعالیٰ کے لیے......لفظ ’خدا‘ کا اطلاق......از: مولانا مجیب الرحمٰن......ش:۷۱،۷۲...... قیمت: 40

۱- مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ اور مولانا نثار احمد حسینی......از: حمزہ احسانی......ش:۷۳...... قیمت: 25

۲- اَفکارِ علوی مالکی: حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کی رائے اور مولانا نثار حسینی کی ناانصافی......ش:۷۳

۳- رسالہ ’’قضیہ کا خاتمہ‘‘ کا تحقیقی جائزہ، مولانا نثار کی ناانصافیوں اور مغالطہ آمیزیوں کی وضاحت......ش:۷۳

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ اور مروجہ مجالس ذکر......مولانا عبدالرحیم چاریاری......ش:۷۶...... قیمت: 25

جاوید احمد غامدی: شخصیت و افکار کا تعارف......صہیب احمد......ش:۷۷...... قیمت: 25

رابطہ: مولانا احسن خدامی، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82 محمود سٹریٹ، محلّہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

0334-4612774__0307-5687800

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کی جارحیت کی زد میں

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز، قائد اہل سنت، وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ ماہنامہ حق چاریار کے حضرت جہلمی نمبر میں لکھتے ہیں:

ماہنامہ "حق چاریار" جولائی تا نومبر ۱۹۹۸ء ۷۸ حضرت جہلمی نمبر

لگ جائیں۔" (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۰ جولائی ۱۹۹۸ء بحوالہ مجلس ذکر ۱۰ فروری ۱۹۶۶ء)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لاہوری کی مجلس ذکر اور مروجہ مجالس ذکر میں بڑا فرق ہے۔ اب تو مجالس ذکر خوب بلند آواز سے بلکہ لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔ چنانچہ میں نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی خطیب جامع مسجد صدیق اکبر چوہڑ راولپنڈی کی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مجلس ذکر کی کیسٹ سنی ہے۔ مجلس ذکر کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں اور لوگوں کو بلا بلا کر مجلس ذکر میں شامل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کسی مستحب عبادت کے لیے (تداعی) لوگوں کو بلانا جائز نہیں۔ (ملاحظہ ہو۔ براہین قاطعہ از حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ)

اکابر اہل سنت

اکابر اہل سنت دیوبند قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین مدنی قدس اللہ اسرارہم نے کبھی اجتماعی طور پر ذکر جہری مجالس منعقد نہیں کیں اور نہ ہی ان کے خلفاء نے ایسی مجالس کرائی ہیں۔

ماہنامہ "حق چاریار" جولائی تا نومبر ۱۹۹۸ء ۸۰ حضرت جہلمی نمبر

یعنی اگرچہ ذکر جہر سے ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بدعت ہونے کی وجہ سے مشائخ نقشبندیہ اس سے منع کرتے ہیں"

اور اکابر نے جو انفرادی طور پر ذکر جہر کی اجازت دی ہے وہ بغرض علاج ہے۔ خود جہر مقصود نہیں ہے۔ بہرحال مروجہ مجالس ذکر بوجہ تداعی عام وغیرہ کے بدعت ہیں ان کو ترک کرنا

عکس، ماہنامہ حق چاریار، حضرت جہلمی نمبر

جبکہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی ''اجتماعی مجالس ذکر بالجہر'' کا ''تداعی'' کے ساتھ باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں، اور انہیں ''بدعت'' قرار دینے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

بھی بھرپور تائید ہوتی ہے، افسوس ہے کہ بعض لوگ اپنے کو حضرت مدنیؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور مجالس ذکر کی مخالفت کرتے ہیں اور نعوذ باللہ اس کو بدعت قرار دیتے ہیں، ایسے ظالموں کو جلد توبہ کر لینی چاہئے ورنہ

محرم الحرام ۱۴۳۸ھ ۱۱ اکتوبر نومبر 2016ء

ماہنامہ زکریا

ذکر اللہ کی مخالفت کا وبال اُن پر پڑے گا۔

عکس، ماہنامہ زکریا

حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کی جارحیت کی زد میں

امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''حکم الذکر بالجہر'' میں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اجتماعی ذکر بالجہر (آواز ملا کر ذکر کرنے) کو ''بدعت'' لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ جماعتی شکل میں مسجد کے اندر بلند آواز سے ذکر کرنا اور درود شریف پڑھنا بقول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بدعت ہے۔اور انہوں نے بدعتیوں کی اس جماعت کو مسجد سے نکال دیا تھا۔'' [حکم الذکر بالجہر: ۱۴۲]

عکس حکم الذکر بالجہر

اس سے معلوم ہوا کہ جماعتی شکل میں مسجد کے اندر بلند آواز سے ذکر کرنا اور درود شریف پڑھنا بقول حضرت ابن مسعودؓ بدعت ہے اور انہوں نے بدعتیوں کی اس جماعت کو مسجد سے نکال دیا تھا حضرات صحابہ کرامؓ میں حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ کا تفسیر فقہ اور علوم دینیہ میں جو مقام ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ جس چیز کو تمہارے لئے ابن مسعودؓ پسند کرے میں بھی تمہارے لئے اس چیز کو پسند کرتا ہوں اور اس پر راضی ہوں۔ (مستدرک ج۳ ص۳۱۹ قال الحاکمؒ والذہبیؒ صحیح) اور ایک روایت میں ہے کہ جس چیز کو ابن مسعودؓ میری امت کے لئے پسند کرے میں اس پر راضی ہوں (البغیۃ ج۳ ص۳۱۷) اور نیز ارشاد فرمایا کہ جس چیز کو عبداللہؓ بن مسعود پسند نہ کرے میں بھی اس چیز کو تمہارے لئے پسند نہیں کرتا۔ (الاستیعاب ج۱ ص۳۵۹) ملاحظہ فرمائیں

جبکہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مجالس ذکر میں اسی بدعتی صورت کو اختیار کیے ہوئے ہیں اور اسے بدعت کہنے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ہماری دلی دعا ہے کہ: مجالس ذکر اللہ کو بدعت کہنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے، تاکہ وہ توبہ کریں اور اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔'' [ماہنامہ ذکریا، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۷ء،ص: ۴۰]

نوٹ: اکابر اہل اللہ کے ان ارشادات کے بعد ہماری دلی دعا ہے کہ مجالس ذکر اللہ کو بدعت کہنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے، تاکہ وہ توبہ کریں اور اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔

عکس ماہنامہ ذکریا

جولائی، اگست، ستمبر 2017ء ۴۰ ذیقعدہ وذی الحجہ ۱۴۳۸ھ

شیخ الحدیث مولانا حضرت محمد زکریا رحمہ اللہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کی جارحیت کی زد میں

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ حلقہ ذکر (آواز ملا کر ذکر کرنے کو) ''بدعت'' قرار دیتے ہوئے اپنے ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو مثلاً: یہ کہ ایک حلقہ میں سب کا ذکر نہ ہو، علیحدہ علیحدہ نشستیں تجویز کریں۔ [تربیت السالکین :۱۵۷]

اقتباس جواب حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ

۱)...... دل تو بہت چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ کسی طرح جاری ہو جائے، اللہ تعالیٰ شانہٗ مدد فرمائے اور خدا کرے کہ آپ کے ہی ذریعہ سے یہ سلسلہ چلے، اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو جائے، مثلاً یہ کہ ایک حلقہ میں سب کا ذکر نہ ہو علیحدہ علیحدہ نشستیں تجویز کریں اس کو آپ ہی خود اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

ایک نشست یعنی بالکل اجتماعی صورت یہاں بھی نہ ہو۔ مدرسہ قدیم میں جیسے متفرق لوگ کرتے رہتے تھے اس میں مضائقہ نہیں۔

عکس، تربیت السالکین: ۱۵۷

جبکہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اسی صورت (آواز ملا کر ذکر کرنے) کو نہ صرف اختیار کیے ہوئے ہیں، بلکہ اسے بدعت کہنے والوں کو ''ناخلف'' اور ''شیطانی اثر والا'' قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''افسوس ہے کہ بعض ناخلف شیطانی اثر سے ان مبارک مجالس کو بدعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے شر سے امت کو بچائے اور اُن کو بھی ہدایت دے۔'' [ماہنامہ زکریا، اپریل ۲۰۱۷ء، ص: ۲۶]

الاولیاء حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی عظمت بھی آشکارا ہے۔ افسوس ہے کہ بعض ناخلف شیطانی اثر سے ان مبارک مجالس کو بدعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے امت کو بچائے اور ان کو بھی ہدایت دے۔ اب حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کا مضمون ملاحظہ فرمائیں۔ (فقیر محمد عزیز الرحمٰن عفی عنہ)

عکس، ماہنامہ زکریا

اپریل 2017ء ۲۶ رجب المرجب ۱۴۳۸ھ